Malik ji www.urdufanz.com

MIS

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

قصبے کا اغواء

اشتیاق احمد

ایم آئی ایس پبلشرز

Malik ji www.urdufanz.com

دو باتیں

السلام علیکم! یہ قصبے کا اغوا کی دو باتیں ہیں۔ ناول کا نام سن کر آپ کو حیرت ہوئی ہوگی... بھلا قصبے کا اغوا بھی ہو سکتا ہے... اغوا تو کسی انسان کا یا کئی انسانوں کا ہو سکتا ہے... معاف کیجیے گا... پہلے آپ ناول پڑھ لیجیے... پھر قصبے کا اغوا نام پر بات کر لیجیے گا... میرا خیال ہے کہ اس وقت آپ اس بارے میں بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے...

ایم آئی ایس کے لیے یہ چھٹا ناول ہے۔ اس سلسلے میں خوش آئند بات یہ ہے کہ ان حضرات نے ناولوں کی باقاعدہ ایک تاریخ مقرر کر دی ہے۔ جی ہاں! ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو آپ شوق سے بلکہ ذوق سے بھی ضرب مومن کے دفاتر میں جا سکتے ہیں، وہاں ناول آپ کو موجود ملے گا... اس طرح آپ بار بار چکر لگا لگا کر تھکیں گے نہیں جیسا کہ اس سے پہلے شائع کرنے والوں کی بے قاعدگی کی وجہ سے آپ پریشان ہوتے رہے ہیں۔

پہلا ناول دس سال بعد تھا... اس کے نام کے بارے میں قارئین غلط فہمی کا شکار ہو گئے، حالانکہ اس سے بہتر تھا کہ آپ خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے... ہاں تو وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ یہ تو پرانا ناول ہے۔

دس سال بعد بالکل نیا ناول تھا... البتہ آج سے پچیس سال پہلے ایک ناول دس سال بعد نام کا شائع ہوا تھا... بس یار لوگ اس نام سے یہ خیال کر بیٹھے، اسی لیے میں یہ بات واضح کر دینا پسند کروں گا کہ ایم آئی ایس کے لیے بالکل نئے ناول لکھ رہا ہوں! ہاں ادارہ اگر پرانے ناولوں کی اشاعت کا بھی پروگرام ترتیب دے گا تو اس کے لیے باقاعدہ اعلان کیا جائے گا اور ناول کی جھلکیوں میں یہ بات لکھی جائے گی کہ یہ پرانا ناول ہے... لہٰذا مطمئن رہیے... یہ ناول نئے ناول ہیں... ان کے نئے پن کا میرے پرانے ہو جانے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اتنی بات ضرور ہے کہ لکھنے والوں کے ہاں مشابہت اور مماثلت ایک قدرتی بات ہے۔ ایک انگریز مصنف ہے ہیڈلے چیز۔ اس نے تقریباً 200 ناول لکھے ہیں... اس کا ہر ناول پڑھتے ہوئے یہ گمان ہوتا ہے کہ بالکل ایسا ہی ناول میں پہلے پڑھ چکا ہوں خود میں بچپن میں جب اس کے ناول پڑھا کرتا تھا تو یہ بات ضرور محسوس کیا کرتا تھا... لہٰذا مطمئن رہیں... اور ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو دفاتر پہنچ جایا کیجیے!

اشتیاق احمد

☆☆☆☆☆

Malik ji www.urdufanz.com

بادشاہ

''تم جانتے ہو خان رحمان، میں نے تمہیں اس وقت کیوں بلایا ہے؟'' انسپکٹر جمشید مسکراتے ہوئے بولے۔

''بالکل نہیں جانتا۔'' انہوں نے زوردار انداز میں سر ہلایا۔

''پروفیسر صاحب! آپ جانتے ہیں۔''

''حد ہو گئی... بھائی میرے غیب کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔'' پروفیسر داؤد نے برا سا منہ بنایا۔

''بالکل ٹھیک... اچھا تو سنیں، میں خان رحمان کو بادشاہ بنانا چاہتا ہوں۔''

''شوق سے بناؤ... ہائیں کیا کہا... بادشاہ... ارے باپ رے... یار جمشید... توبہ کرو... وہ بھی جلدی سے... ہائیں تم نے توبہ نہیں کی... پروفیسر صاحب آپ دیکھ رہے ہیں...''

''ہاں! بالکل دیکھ رہا ہوں... اس لیے کہ عینک لگا رکھی ہے میں نے۔''

''اوہو... آپ غور کریں... جمشید مجھے بادشاہ بنانے چلا ہے۔'' خان رحمان نے آنکھیں نکالیں۔

''بری بات ہے جمشید... اس میں تلنے کی کون سی بات ہے... تم بغیر تلے بھی خان رحمان کو بادشاہ بنا سکتے ہو۔''

''توبہ ہے آپ سے پروفیسر صاحب... ارے صاحب... یہ مجھے بادشاہ بنا رہے ہیں... بادشاہ۔''

''ہائیں... جمشید... یہ ناانصافی... بادشاہ ہی بنانا ہے تو مجھے بناؤ... پہلے میرا حق بنتا ہے۔''

''دھت تیرے کی۔'' خان رحمان نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

''انکل آپ بھول رہے ہیں... آپ محمود نہیں ہیں۔'' فاروق مسکرایا۔

''تم سب سے تو بہ... یعنی میری بات کو مذاق میں اڑائے دے رہے ہیں... مجھے نہیں بننا بادشاہ وادشاہ۔''

''وادشاہ تو خیر ابا جان آپ کو بنا بھی نہیں رہے۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

''اوہو بھائی... آج کے دور میں بادشاہ بننا تو لوہے کے چنے چبانا ہے، سر کڑاہی میں دے کر مسئلوں کی بارش کا نام ہے... خالہ جی کا گھر نہیں ہے... اس یوں سمجھ لو... وہ دھوکی لہر نکال کر لانے سے بھی مشکل ہے... اور جب میں ... دوکی لہر تک نہیں نکال کر لا سکتا تو بادشاہ کیسے بن سکتا ہوں۔''

''یہ... کل لہر تک جا پہنچے۔'' فاروق گھبرا گیا۔

''ارے... وہ دوتو خوب سیر ہو کر رہیں گے۔'' فرزانہ ہنسے

Malik ji www.urdufanz.com

''تو تمہارا خیال ہے... میں اپنے گھر میں دودھ سیر ہو کر نہیں پیتا۔''
خان رحمان نے فرزانہ کو گھورا۔

''ارے باپ رے... آج تو ہر بات کا مطلب الٹ بیٹھ رہا ہے۔''

''جب کہ مطلب کو چاہیے... بیٹھ نہ رہے... کھڑا رہے۔'' فاروق پٹ سے بولا۔

''بس معلوم ہو گیا... میں آج کی تاریخ میں انہیں بادشاہ نہیں بنا سکوں گا۔'' انسپکٹر جمشید جھلا کر بولے۔

''اس... اس کا مطلب ہے... جمشید... کل پھر تم کوشش کرو گے... ارے باپ رے... دیکھو بھائی... میں بادشاہ ہرگز نہیں بنوں گا... یہ دنیا کا مشکل ترین... فضول ترین اور گھٹیا ترین کام ہے... اس میں سو طرح کی مشکلات سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں... بلکہ مشکلات کے پہاڑ آڑے آ جاتے ہیں... انسان ان پہاڑوں سے سر ٹکرا ٹکرا کر مر جاتا ہے... اور ہاتھ کچھ نہیں آتا...''

''تم ایک دم غلط سمجھ رہے ہو۔'' انسپکٹر جمشید ہنس دیے۔

''گویا تمہارا خیال ہے... بادشاہ بننا آسان ترین کام ہے۔''

''جس بادشاہ کی بات میں کر رہا ہوں... وہ واقعی آسان ترین ہے۔''

''ہائیں... تم کون سے بادشاہ کی بات کر رہے ہو جمشید۔'' پروفیسر داؤد حیران رہ گئے۔

''فرضی بادشاہ۔''

''کک... کیا... کیا کہا... فرضی بادشاہ... یہ کس قسم کا بادشاہ ہوا

ہے... میں نے تو آج تک اس قسم کے بادشاہ کا کہیں ذکر نہیں سنا... نہ کسی کتاب میں پڑھا۔'' خان رحمان اب پریشان ہو گئے۔

''اب آپ لوگ مجھے وضاحت کرنے دیں گے تو بات سمجھ میں آئے گی نا۔'' انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

''میرا خیال ہے، ہم نے تو تمہیں وضاحت کرنے سے بالکل بھی نہیں روکا۔'' پروفیسر داؤد نے فوراً کہا۔

''میں ادھر ایک جملہ کہتا ہوں... ادھر باری باری سب اس جملے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے ہیں... ان حالات میں میں وضاحت کیسے کروں۔'' انہوں نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''مطلب یہ کہ تم چاہتے ہو... ہم سب خاموش ہو جائیں۔'' خان رحمان جلدی سے بولے۔

''ہاں بالکل۔''

''تم نے سنا فاروق۔'' خان رحمان اس کی طرف مڑے۔

''صرف میں نے ہی کیوں... آپ نے باقیوں سے کیوں نہیں کہا... کیا اس وقت تک صرف میں ہی بولتا رہا ہوں۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''اُف مالک... اچھا میں انسپکٹر کامران مرزا پارٹی کو بلا لیتا ہوں... اب میں انسپکٹر کامران مرزا کو بادشاہ بناؤں گا۔'' انہوں نے جھلا کر کہا۔

''میں نے تو پہلے ہی کہا تھا... بادشاہ بننا جان جوکھوں کا کام ہے... کیا تم اس قدر جلد بادشاہت سے تنگ آ رہے ہو۔''

''فرضی بادشاہ سے مراد ہے... نقلی بادشاہ۔'' انسپکٹر جمشید جلدی سے بولے۔

Malik ji www.urdufanz.com

''کیا ہو گیا ہے تمہیں جمشید... اب تم مجھے نقلی بادشاہ بناؤ گے۔'' خان رحمان نے آنکھیں نکالیں۔

''میری توبہ... جواب میں کسی کو بادشاہ بناؤں۔'' انہوں نے تلملا کر کہا اور دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

''انکل! میرا خیال ہے... اب آپ بادشاہ بن ہی جائیں... ابا جان بہت پریشان ہو گئے ہیں۔''

''اچھا! تم کہتے ہو تو بن جاتا ہوں... چلو جمشید... بناؤ اب بادشاہ...''

''جاؤ... جاؤ... پہلے منہ دھو کے آؤ۔''

''ہاں واقعی... بادشاہ بننے سے پہلے منہ بھی تو دھونا ہوتا ہے... اچھا ٹھیک ہے۔'' یہ کہہ کر خان رحمان اٹھے اور جانے لگے غسل خانے کی طرف۔

''معلوم ہوتا ہے... آج یہاں کوئی سنجیدگی اختیار نہیں کرے گا...''

''میں کیے لیتی ہوں۔'' باورچی خانے سے بیگم جمشید کی ہنسی آمیز آواز سنائی دی۔

''اچھا... اب تمہیں بھی زکام ہوا۔''

''آپ نے مجھے لیڈی میڈ کی کہا؟'' بیگم جمشید نے بلند آواز میں کہا۔

''بالکل نہیں کہا... میرے جملے میں کوئی لفظ میڈ کی نکال کر دکھائیے۔''

''بس معلوم ہو گیا۔'' پروفیسر داؤد نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''اللہ کا شکر ہے... چلو معلوم تو ہوا۔'' محمود نے خوش ہو کر کہا۔

''لیکن یہ بھی تو معلوم ہو کہ معلوم کیا ہوا ہے۔'' فاروق نے کہا۔

کر کہا۔

''آج ہم میں سے کوئی بھی سنجیدگی اختیار کرنے کے موڈ میں نہیں ہے... لہٰذا...'' پروفیسر داؤد کہتے کہتے رک گئے۔

''اب آپ نے لہٰذا کی ٹانگ اڑا دی۔''

''اچھا بھئی... سب لوگ خاموش! پہلے جمشید کو پوری وضاحت کرنے دو... پہلے یہ اپنی بات مکمل کر لیں... پھر ہم اپنی بات شروع کریں گے۔'' پروفیسر داؤد نے گویا اعلان کیا۔

''جی اچھا! ہم اب بالکل نہیں بولیں گے۔'' محمود نے زوردار انداز میں سر ہلایا۔

''میں بھی خاموش ہو رہا ہوں گا۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

''تم نے دیکھا جمشید... ہم سب خاموش ہو گئے ہیں۔'' خان رحمان مسکرائے۔

''ہاں! تم سب کے جملوں سے خاموشی ٹپک رہی ہے۔'' انسپکٹر جمشید جل گئے۔

''اللہ کا شکر ہے... میں نہیں بولی۔'' باورچی خانے سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

''اللہ ہی رحم فرمائے... آج تو ہر کوئی دوسرے سے آگے نکلنے کے چکر میں ہے... دال گلتی نظر نہیں آتی۔''

''ابا جان تنگ آ گئے ہیں... لہٰذا سب ہونٹ مضبوطی سے بند کر لیں۔'' محمود نے گھبرا کر کہا۔

یک دم سب نے ہونٹ بھینچ لیے... اور کچھ اس قدر زور سے

Malik ji www.urdufanz.com

کھینچ کر حلیے ہی بگڑ گئے... یہ دیکھ کر انسپکٹر جمشید کو ہنسی آ گئی... آخر انہوں نے کہا:

"خان رحمان بادشاہ بنیں گے... پروفیسر داؤد ان کے سیکریٹری اور میں ان کا باڈی گارڈ... باقی رہ گئے محمود، فاروق اور فرزانہ... یہ دونوں شہزادے اور فرزانہ شہزادی۔"

کوئی کچھ نہ بولا... آخر پھر انسپکٹر جمشید ہی بولے:

"حلیے تبدیل کیے جائیں گے... شاہی لباس کا انتظام ہو چکا ہے... آج رات ہم حلیوں کی تبدیلی کا کام مکمل کر لیں گے اور صبح سویرے گھر سے نکل کھڑے ہوں گے... اس وقت اتنا اندھیرا ہو گا کہ کوئی ہمیں نہیں دیکھ سکے گا... باقی رہا چوراہوں کا معاملہ... گاڑی کے آگے خاص فلیگ لگا ہو گا... کوئی پولیس والا گاڑی نہیں روکے گا۔"

اب بھی کوئی کچھ نہ بولا۔

"اب آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے... ایسا کیوں کیا جائے گا... بے فکر رہو... ہم کوئی ڈرامہ سٹیج نہیں کر رہے... ایک بہت اہم کیس پر کام کرنا ہے... لیکن کسی پر ظاہر نہیں کیا جائے گا کہ در اصل ہم ہیں کون... ورنہ مجرم ہوشیار ہو جائیں گے اور ہاتھ نہیں آئیں گے... صرف اتنا سن لیں... اس وقت تک کئی اہم افراد وہاں جا کر غائب ہو چکے ہیں... پھر ان کا نشان تک نہیں ملا... اگرچہ دارالحکومت کی پولیس نے پوری طرح تلاشی لی ہے۔"

وہ اب بھی خاموش رہے... البتہ اب ان کے چہروں پر حیرت ہی حیرت نظر آ رہی تھی...

"میں اپنی بات مکمل کر چکا ہوں... اور چاہتا ہوں... کہ اب کام شروع کر دیا جائے... اب آپ کچھ کہنا چاہتے ہوں تو کہہ سکتے ہیں۔"

"اب کہنے کے لیے رہ ہی کیا گیا۔"

"کیا آپ مجھے اس مہم میں شریک نہیں کریں گے۔"

"کیوں بیگم... کیا تم اس مہم پر جانا چاہتی ہو۔"

"نہیں... میں تو اپنے ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہی ہوں... یہاں بھی تو مجرم آ سکتے ہیں۔"

"اس کا امکان نہیں... مجرموں کا گڑھ یہاں سے بہت دور ہے..."

"اچھی بات ہے... میں یہاں بیگم شیرازی کو بلا لیتی ہوں... آپ لوگوں کی واپسی تک ہم دونوں ساتھ رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے... یہ اچھی بات ہے۔"

ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی، انہوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا... پھر انسپکٹر جمشید بولے:

"دیکھو محمود کون ہے۔"

"م... میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔"

"اچھا تو پھر میں دیکھتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید دروازے پر پہنچ گئے...

"کون صاحب!" انہوں نے دروازہ کھولے بغیر کہا۔

"میرے پیچھے دشمن لگے ہوئے ہیں... فوراً دروازہ کھولیے..."

انہوں نے میجک آئی سے باہر دیکھا... وہاں موجود شخص واقعی گھبرایا ہوا تھا اور اس کی گھبراہٹ مصنوعی نہیں تھی... چنانچہ انہوں نے دروازہ

Malik ji www.urdufanz.com

کھول دیا... عین اس وقت انہوں نے اسے اوندھے منہ گرتے دیکھا... انہوں نے بس اس کی ہلکی سی سسکی کی آواز سنی تھی۔ ان کے منہ سے نکلا:

"کیا ہوا بھئی۔"

اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا... نہ اس نے حرکت کی... انسپکٹر جمشید حیرت کے عالم میں اس پر جھکے... انہوں نے اسے الٹا تو اس کی کھلی آنکھیں دیکھ کر دھک سے رہ گئے... ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا:

"ارے باپ رے! یہ تو رخصت ہوا؟"

اس وقت تک محمود، فاروق اور فرزانہ بھی دروازہ پر آچکے تھے...

"کیا کہا آپ نے... مر گیا؟" ان کے منہ سے نکلا...

"ہاں! محمود... تم اکرام کو فون کرو..."

"جی اچھا۔"

محمود فون کرنے لگا، وہ جھک کر اس کا جائزہ لینے لگے... ایسے میں مارے خوف کے ان کے منہ سے نکلا:

"ارے باپ رے۔"

☆☆☆☆☆

ہوشیار خبردار

"کیا ہوا ابا جان۔"

"اسے بلو پائپ کے ذریعے ہلاک کیا گیا ہے... اس کی گردن میں سوئی موجود ہے... افسوس... میں نے اس وقت اس کی طرف نہیں دیکھا، ورنہ میں قاتل کو دیکھ سکتا تھا... بلکہ شاید میں اسے پکڑ بھی لیتا... لیکن میں اس وقت پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا اور جب یہ گرا تو اس وقت گمان بھی نہیں تھا کہ اس پر حملہ کیا گیا ہے..."

"اس نے کیا کہا تھا بھلا؟" فرزانہ نے پوچھا۔

"اس نے کہا تھا... میرے پیچھے دشمن لگے ہیں... فوراً دروازہ کھولیں... لیکن اس وقت گلی میں کوئی بھی نہیں تھا... غالباً جب میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا، عین اس وقت کوئی موڑ مڑا تھا اور ساتھ ہی اس نے بلو پائپ میں پھونک مار دی... اس کا مطلب ہے... وہ بہت ماہر تھا۔"

"افسوس! ہم اس کی کہانی بھی نہ سن سکے..."

انسپکٹر جمشید اس کی تلاشی لینے لگے... اس وقت تک کچھ لوگ

Malik ji www.urdufanz.com

گزرنے والے اور چند ایک پڑوسی اسے گرا دیکھ کر آس پاس رک چکے تھے۔"

"کیا ہوا جمشید صاحب۔" ایک پڑوسی بولا۔

"یہ صاحب ہمارے دروازے پر پہنچے ہی تھے کہ کسی نے اس کی طرف زہریلی سوئی پھینک دی..."

"آپ... آپ کا مطلب ہے... اسے قتل کیا گیا ہے۔" پڑوسی بوکھلا اٹھا۔

"ہاں!..."

لوگ خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس کی تلاشی لینے پر کچھ بھی نہ نکلا... آخر اکرام وہاں پہنچ گیا۔

"اکرام! تم اپنی کارروائی مکمل کر لو... ہمیں معلوم کرنا ہے، یہ کون تھا... کہاں سے آیا تھا اور کیوں۔"

"مطلب یہ کہ تلاشی لینے پر کچھ نہیں ملا۔" اکرام بولا۔

"ہاں! یہی بات ہے... اور اب ہم اندر جاتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے سر... میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔"

وہ اندر آ گئے... اس وقت انسپکٹر جمشید نے کہا:

"ہاں تو کیا بات ہو رہی تھی۔"

"تم مجھے بادشاہ بنانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"ہاں! ہم اب اپنا کام شروع کرتے ہیں، کیونکہ [illegible] روانہ ہونا ہے۔"

"تم نے یہ نہیں بتایا جمشید کہ جانا کہاں ہے؟"

"منگوری گڑھ۔"

"منگوری گڑھ؟" ان سب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"ہاں! منگوری گڑھ یہاں سے بہت زیادہ فاصلے پر ہے... بس یوں سمجھ لیں... ہمارے ملک کے آخری سرے پر ہے... مشرقی سمت میں۔"

"اپنی ملازمت کے دوران میں اس کا نام سن چکا ہوں جمشید... لیکن وہاں جانے کا اتفاق کبھی نہیں ہوا... ملازمت کے سلسلے میں بھی میرا وہاں جانا نہیں ہوا۔" خان رحمان بولے۔

"کوئی بات نہیں... اللہ نے چاہا تو ہم کل شام تک وہاں پہنچ جائیں گے۔"

"گویا صبح سویرے سے لے کر شام تک کا سفر ہے... تب ہم جہاز سے کیوں نہ چلیں۔"

"جہاز سے جانے کی صورت میں وہاں ہمارے پاس اپنی گاڑی نہیں ہوگی... کرائے کی لینا پڑے گی... جب کہ وہاں ہمیں اپنی گاڑی کی ضرورت محسوس ہوگی۔"

"اچھی بات ہے... تم اپنا کام شروع کرو..." پروفیسر بولے۔

اب انسپکٹر جمشید نے خان رحمان کے چہرے پر کام شروع کیا... دو گھنٹے بعد وہ ان کا حلیہ تبدیل کرنے کے بعد شاہی لباس بھی پہنا چکے تھے... اور اب وہ سو فیصد بادشاہ نظر آ رہے تھے۔

"ارے باپ رے... اب... اب کیا ہوگا۔" پروفیسر داؤد گھبرا گئے۔

Malik ji www.urdufanz.com

''کیا ہوا انکل؟'' فرزانہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

''یہ تو سچ مچ کے بادشاہ نظر آنے لگے... سیکیورٹی گارڈ میں ہر کوئی انہیں گھورے گا اور ساتھ میں ہم سب بھی لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جائیں گے... کیا اس طرح ہم مشکلات کا شکار نہیں ہو جائیں گے جمشید۔''

''نہیں... ان شاء اللہ کوئی مسئلہ کھڑا نہیں ہوگا... ہم اس طرح آسانی سے اپنا کام شروع کر سکیں گے... دراصل ہمیں ہوٹل میں پورا ایک پورشن لینا ہوگا... عام آدمیوں کی حیثیت سے جاتے تو سب لوگ اس بات پر حیران ہوتے کہ آخر ہوٹل کا اتنا بڑا حصہ لینے کی کیا ضرورت تھی۔''

''تب پھر اتنا بڑا حصہ لینے کی ضرورت کیا ہے جمشید۔'' خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

''اس کی ضرورت ہے... لیکن میں اس وقت نہیں بتا سکتا۔''

''اور... جمشید... اس حصے کا کرایہ کون ادا کرے گا...''

''تم!'' انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

''ارے باپ رے۔'' وہ بری طرح گھبرا گئے۔

''خیال رہے خان رحمان... اب تم بادشاہ ہو... اور بادشاہ لوگ ایسی باتوں پر گھبرا کر ارے باپ رے نہیں کہا کرتے۔'' انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

''تب پھر جمشید... بادشاہ لوگ کیسی باتوں پر ارے باپ رے کہتے ہیں۔'' انہوں نے معصومانہ انداز میں پوچھا اور سب ہنس پڑے۔

اب انہوں نے پروفیسر داؤد کے چہرے پر میک اپ کیا۔ ایک گھنٹے بعد وہ سچ مچ کے وزیر نظر آ رہے تھے...

''بھئی واہ جمشید... تم نے تو کمال کر دیا۔'' انہوں نے خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''لیکن اب آپ کو کمال دکھانا ہے... میرا مطلب ہے... پوری طرح وزیر بن کر دکھانا ہے۔''

''میں اپنی پوری کوشش کروں گا جمشید... تم فکر نہ کرو۔''

ان کے بعد محمود اور فاروق کو شہزادہ بنانے کی باری آئی... پھر انہوں نے فرزانہ کو باپردہ شہزادی بنایا... وہ پردے میں بھی باقاعدہ شہزادی نظر آئی۔

اب ان کی اپنی باری آئی... تھوڑی دیر بعد وہ بہت چاق و چوبند قسم کے باڈی گارڈ نظر آ رہے تھے... انہیں دیکھ کر وہ اپنی ہنسی کسی طرح نہ روک سکے...

''اب ہمیں اپنے اپنے نام جان لینے چاہئیں... خان رحمان اب شاہ امان خان ہیں... خان رحمان... نام یاد رہے گا۔'' وہ بولے۔

''یہ بھی کوئی بھولنے کی بات ہے۔'' خان رحمان گرج دار آواز میں بولے۔

''خوب خوب... لہجہ تو بادشاہوں والا ہی ہے۔''

''اور تمہارے وزیر با تدبیر کا نام کمال فوزی ہے...''

''سنا آپ نے وزیر صاحب۔'' خان رحمان بولے۔

''جی بادشاہ سلامت سنا۔''

''بھئی واہ...'' ان تینوں کے منہ سے نکلا۔

''شہزادہ عالم ہے محمود کا نام اور فاروق کا نام ہے شہزادہ فوزی۔''

Malik ji www.urdufanz.com

''میرا نام تو بہت عجیب سا لگتا ہے۔۔۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''کوئی بات نہیں۔۔۔ اسی سے گزارا کرنا ہوگا۔۔۔ کیونکہ کاغذات پہلے ہی تیار کرا لیے گئے ہیں۔''

''اور ان کاغذات پر تصاویر بھی تو ہوں گی۔۔۔ تو کیا ان حلیوں والی تصاویر پہلے ہی بنائی گئی ہیں۔''

''نہیں۔۔۔ تصاویر اب لگیں گی۔۔۔ تم اس بارے میں فکر نہ کرو۔۔۔ میرے پاس اصل کاغذات اور مہریں وغیرہ موجود ہیں۔''

''رہ گئی بے چاری فرزانہ۔۔۔ اب اس کا نام بھی ہو جائے۔''

''فرزانہ شہزادی شمائلہ ہے۔''

''وہاں مسئلہ کیا ہے جمشید۔۔۔ تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا۔''

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی۔۔۔ فون اکرام کا تھا، وہ کہہ رہا تھا:

''سر اس شخص کا تعلق میگوری گڑھ سے ہے۔''

''کیا!!!'' انسپکٹر جمشید چلا اٹھے۔

''کیا ہوا ابا جان۔''

''ہمارے دروازے پر پہنچ کر موت کا شکار ہونے والے کا تعلق میگوری گڑھ سے ہے۔''

''نن۔۔۔ نہیں۔'' ان کے منہ سے مارے حیرت اور خوف کے نکلا۔

''ایک منٹ۔۔۔ ہاں اکرام یہ بات کیسے معلوم ہوئی۔''

''اس شخص کا حلیہ ٹی وی پر نشر کیا گیا ہے۔۔۔ اعلان کیا گیا ہے کہ اس حلیے کا شخص جیل توڑ کر بھاگ نکلا ہے۔۔۔ اس کے بارے میں اطلاع دینے

والے کو 25 ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا۔۔۔ یہ اعلان میگوری گڑھ کی انتظامیہ کی طرف سے ہے۔''

''او اچھا۔۔۔ اعلان کرنے والے کا نام اور فون نمبر بتا دو تاکہ ہم اس سے پچیس ہزار روپے تو حاصل کر سکیں۔''

وہ ہنس پڑے۔۔۔ ادھر اکرام نے کہا:

''اس کا نام ہے راجہ برلاس۔۔۔ فون نمبر 54545555 ہے۔''

''اور مقتول کا نام؟'' انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

''مقتول کا نام راجہ کامرانی ہے۔''

''شکریہ!۔۔۔ یہ بہت قیمتی معلومات ہیں۔۔۔ ہمارے کام آئیں گی۔۔۔''

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔ باقی لوگ بھی یہ گفتگو سن چکے تھے۔

''سوال یہ ہے ابا جان کہ وہ جیل سے نکل کر سیدھا ہمارے ہاں کیوں آیا۔۔'' فرزانہ بولی۔

''اور دوسرا سوال یہ کہ وہ کون تھا۔۔۔ جو اس کے پیچھے چلا آیا۔۔۔ اگر وہ قانون کا کوئی محافظ ہوتا تو اسے فرار ہونے کی ضرورت نہیں تھی، وہ کہہ سکتا تھا کہ وہ اس مفرور کا میگوری گڑھ سے تعاقب کر رہا ہے۔۔۔ اور یہ چونکہ خطرناک مجرم ہے۔۔۔ اس لیے اسے ختم کر دیا۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔۔۔ تعاقب کرنے والا شخص کوئی سرکاری آدمی نہیں تھا۔۔۔ پھر آخر وہ کون تھا؟''

''ہم وہاں جا ہی رہے ہیں۔۔۔ لہٰذا اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو جائے گا۔۔۔''

Malik ji www.urdufanz.com

"تب پھر ہمیں کچھ دیر کے لیے سو جانا چاہیے... تاکہ روانگی کے وقت ہم تازہ دم ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

سب نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور لیٹ گئے... صبح کی نماز پڑھتے ہی وہ سفر پر روانہ ہو گئے... سفر کے لیے انہوں نے خان رحمان کی بڑی گاڑی لی تھی... اس کی نمبر پلیٹ اور رنگ وغیرہ میں پہلے ہی تبدیلی کی جا چکی تھی... اس گاڑی کے مطابق جو کاغذات موجود تھے، ان کو بھی کوئی نقلی ثابت نہیں کر سکتا تھا... اس لیے کہ وہ واقعی اصلی تھے... گاڑی کے ڈرائیور کے طور پر انہوں نے خفیہ پولیس کے ایک کارکن کو ساتھ لیا تھا۔

"ہوشیار... خبردار۔" شہر سے باہر نکلتے ہی فاروق بول اٹھا۔

"کیا ہوا بھئی..." خان رحمان نے چونک کر کہا۔

"میرا یہ ہوشیار خبردار بلاوجہ تھا..." فاروق مسکرایا۔

"چلو مان لیا... بلاوجہ تھا... وجہ تو بتاؤ۔"

"ہم جب بھی کسی ایسی مہم پر نکلتے ہیں... راستے میں ہی کسی نہ کسی سے ملاقات ہو جاتی ہے۔"

"لیکن اگر یہ بات ہماری قسمت میں لکھی ہے... تو ہمارے ہوشیار اور خبردار ہونے سے کیا فرق پڑے گا۔" محمود نے منہ بنایا۔

"اور اگر ہم ہوشیار خبردار ہو جاتے ہیں تو ہمارا کیا نقصان ہو جائے گا۔" فاروق نے اسے گھورا۔

باقی لوگ مسکرا دیے ان کا سفر جاری رہا... 5 گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ محسوس کر رہے تھے کہ آج کا سفر بغیر کسی رکاوٹ کے پورا ہو جائے گا۔

"سر... آگے کوئی رکاوٹ ہے..." ایسے میں خفیہ کارکن کی آواز نے انہیں چونکا دیا۔

انہوں نے سڑک پر دور تک دیکھا... کافی فاصلے پر دو باوردی آدمی کھڑے نظر آ رہے تھے... وہ انہیں رکنے کا اشارہ کر رہے تھے۔

"لگتا ہے... کیس شروع ہونے والا ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"یہ ضروری نہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

آخر وہ ان کے نزدیک پہنچ گئے۔ کارکن نے رفتار پہلے ہی آہستہ کر لی تھی۔ نزدیک پہنچ کر بریک لگا دیے... پھر اس نے سر باہر نکال کر پوچھا:

"ہاں جناب! کیا بات ہے؟"

"ایک پہاڑی تودہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سڑک پر آ گرا ہے... سڑک بالکل بند ہو گئی ہے... صبح سے پہلے رکاوٹ دور نہیں ہو سکے گی... لہٰذا..." ان میں سے ایک کہتے کہتے رک گیا۔

"لہٰذا کیا؟"

"یہاں سے دس کلو میٹر پیچھے ایک ڈاک بنگلہ ہے... آپ رات وہاں ٹھہر سکتے ہیں... [illegible] ہے... [illegible] رات گزارنے کے لیے پسند کرتے ہیں۔"

"کوئی اور راستہ نہیں... جبکہ ہم یہاں سے نیچے اتر جائیں اور جنگل میں سے ہوتے ہوئے سڑک تک یہ حصہ پار کر جائیں۔" کارکن نے کہا۔

"جی نہیں... دونوں طرف کھائیاں ہی کھائیاں ہیں۔"

"تو وہ یہاں سے کتنے فاصلے پر گرا ہے۔"

Malik ji www.urdufanz.com

"کم از کم ایک کلومیٹر کے فاصلے پر۔"

"وہاں پہنچ کر گاڑی واپس موڑنے کی گنجائش ہے... دونوں طرف کھائیاں ہیں نا۔"

"گاڑی موڑنا خطرناک ہو سکتا ہے... کوئی تشویش ناک نہیں ہے۔"

"اچھی بات ہے... بالکے یہاں... گاڑی ایک طرف روک کر آپ ذرا آگے کو دیکھ آئیں۔"

"جی اچھا۔"

"کیا مطلب... یعنی آپ کو میری بات پر یقین نہیں آیا۔" ایک نے منہ بنایا۔

"یقین آنے نہ آنے کی بات نہیں ہے..." کارکن نے مسکرا کر کہا۔

"تب پھر کیا بات ہے۔"

"میں بتاتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید جلدی سے بولے۔

"چلیے! آپ بتائیں۔"

"دراصل ہمارے لیے ایک رات کے لیے ٹھہرنا بہت مشکل ہے... اس لیے ہم چاہتے ہیں... کسی نہ کسی طرح نکل جائیں... بس ذرا یہ صاحب... یہی اندازہ لگانے جائیں گے۔"

"ضرور جائیں... اور اندازہ لگائیں... ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے... ہماری طرف سے تو آپ گاڑی بھی آگے لے جائیں... ہم تو یہاں لوگوں کی بھلائی کے لیے کھڑے ہیں... یہاں سے گاڑی واپس موڑ لے جانا بہت آسان کام ہے۔"

"اس صورت میں آپ ڈاک بنگلے کے پاس کیوں نہیں کھڑے

ہوتے۔" انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"ہمیں ہمارے افسر نے جہاں کھڑے ہونے کا حکم دیا ہے، ہم وہاں کھڑے ہیں... سمجھے جناب!" ان میں سے ایک نے بڑا سا منہ بنایا۔

آخر خفیہ کارکن گاڑی سے اتر کر پیدل آگے چلا گیا... پندرہ منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی... گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے کہا:

"سڑک واقعی بالکل بند ہے سر۔"

"آ گیا یقین آپ کو۔" ان میں سے ایک نے طنزیہ کہا۔

"ہاں آ گیا... آپ کا شکریہ... ہم ڈاک بنگلے جا رہے ہیں... لیکن وہاں بھلا کتنے آدمیوں کی جگہ ہو گی... یہاں تو صبح تک نہ جانے کتنی گاڑیاں آ جائیں گی۔"

"جی نہیں۔" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"جی نہیں... کیا مطلب؟"

"ڈیگوری گڑھ میں جاتے ہوئے اب لوگ گھبرانے لگے ہیں... پہلے وہ ایک تفریحی مقام سمجھا جاتا تھا لیکن کچھ مدت سے وہاں سیر و تفریح کے لیے آنے والے بہت سے آدمی غائب ہو گئے تو لوگوں نے آنا چھوڑ دیا... اب تو کسی کو کوئی سرکاری یا کاروباری کام ہوتا ہے تو ہی لوگ جاتے ہیں..."

"تو لوگ گم ہو گئے... کیا وہ ملے نہیں پھر۔"

"نہیں... ان کا کوئی سراغ نہیں ملا... اور تو اور..." وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"اور تو اور کیا؟"

"اور تو اور... بعض سرکاری افسروں کو ان کی گمشدگی کا سراغ لگاتے

Malik ji www.urdufanz.com

کے لیے بھیجا گیا... وہ بھی غائب ہو گئے۔"

"ہوں..." انہوں نے لمبا سانس لیا۔

"میرا تو مشورہ ہے... آپ لوگ ادھر نہ جائیں... درمیان میں بہت سے خطرناک مقامات ہیں... وہاں چلے جائیں۔"

"مجبوری ہے... ہمارا وہاں جانا بہت ضروری ہے۔"

"آپ کی مرضی۔"

انہوں نے گاڑی واپس موڑی اور ڈاک بنگلے کی طرف چل پڑے۔

"کیا خیال ہے جمشید۔" خان رحمان بولے۔

"فرزانہ بتائے گی..."

"تمہارا مطلب ہے... تمہارا خیال فرزانہ بتائے گی۔" پروفیسر داؤد کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں... ہم اس کا خیال جاننا چاہتے ہیں۔"

"سڑک پر تو وہ گرایا گیا ہے... تاکہ ہم رات کو ڈاک بنگلے میں ٹھہرنے پر مجبور ہو جائیں... اور وہ وار کر سکیں... اس کا مطلب ہے... کچھ نامعلوم لوگ نہیں چاہتے ہیں کہ ہم منگوری گڑھ جائیں... اسی لیے اس بے چارے کا مرلی کو قتل کیا گیا کہ وہ ہمیں بتا نہ سکے... یہ اور بات ہے کہ اس کی موت کے بعد بھی ہم نے یہ جان لیا کہ وہ منگوری گڑھ سے آیا تھا... اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ آپ پہلے ہی منگوری گڑھ کا ارادہ کر چکے تھے..."

"ہوں! میرا بھی یہی خیال ہے اور اس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ ڈاک بنگلے میں ہمارے لیے جال بچھایا جا چکا ہے..."

"تب تو جمشید ہمیں ڈاک بنگلے سے کہیں آگے نکل جانا چاہیے۔" پروفیسر داؤد نے فکر مندانہ انداز میں کہا۔

"یوں مزہ نہیں آئے گا... ہم یہ رات ڈاک بنگلے ہی میں گزاریں گے۔"

"ارے باپ رے۔" ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

انسپکٹر جمشید اور باقی کے یہاں مسکرا دیے... پھر آخر وہ ڈاک بنگلے کے سامنے پہنچ گئے... یہ کافی طویل عمارت تھی... لگتا تھا اس میں بہت سے کمرے ہیں۔

گاڑی مناسب جگہ پر کھڑی کر کے وہ عمارت میں داخل ہوئے... بائیں طرف کاؤنٹر تھا... اس پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر انسپکٹر جمشید حیرت زدہ رہ گئے۔

☆☆☆☆☆

Malik ji www.urdufanz.com

خطرہ

"ہمیں رات گزارنے کے لیے جگہ چاہیے..." پروفیسر داؤد نے باوقار لہجے میں کہا۔

"صرف ایک کمرہ خالی رہ گیا ہے... کیا آپ ایک کمرے میں گزارا کر لیں گے... میں دیکھ رہا ہوں... آپ سات افراد ہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں... ہم گزارا کر لیں گے... کیا یہ کوئی پرائیویٹ ڈاک بنگلہ ہے۔"

"جی ہاں! یہاں نزدیک ہی تفریحی مقام ہے... دارالحکومت سے جو لوگ اس تفریحی مقام کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں، وہ یہاں رات ٹھہرتے ہیں... کیونکہ تمام دن سیر و تفریح کرنے کے بعد ان میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ واپس جا سکیں... لہٰذا وہ رات یہاں گزار کر صبح واپس جاتے ہیں... یا پھر جو لوگ کئی دنوں کے لیے آتے ہیں۔ ان کے لیے تو یہ ڈاک بنگلہ بہت اہم ہے۔"

"ہوں ٹھیک ہے... آپ ہمیں وہ کمرہ ہی دے دیں۔"

"ٹھیک ہے... آپ کو کمرہ ایک رات کے لیے چاہیے یا زیادہ دنوں

کے لیے۔"

"صرف ایک رات کے لیے... صبح ہم چلے جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے... آپ ہمیں بیس ہزار روپے دے دیں۔"

"سنگریزی!" خان رحمان نے بارعب انداز میں کہا۔

"جہاں پناہ۔"

"بیس ہزار روپے دے دیں۔"

"جہاں پناہ... ایک کمرے کا بیس..." پروفیسر داؤد نے گھبرا کر کہنا چاہا۔

"خاموش!" خان رحمان شاہانہ انداز میں گرجے۔

"جہاں پناہ! معافی چاہتا ہوں..."

یہ کہہ کر انہوں نے جیب سے شاہانہ طرز کا بٹوہ نکال کر اس میں سے بیس نوٹ گن دیے... اس کے ساتھ ہی کاؤنٹر پر بیٹھے شخص نے گھنٹی کا بٹن دبا دیا... بیرے قسم کا ایک آدمی تیر کی طرح ان کے نزدیک آ کھڑا ہوا۔

"انہیں کمرہ نمبر 19 میں لے جاؤ... یہ ہیں چابیاں۔"

"او کے سر! آئیے سر۔"

بیرا انہیں کمرہ نمبر 19 میں لے آیا... یہ کافی بڑا کمرہ تھا... وہ اس میں آرام سے رات گزار سکتے تھے... وہ جب چلا گیا... انسپکٹر جمشید نے دروازہ بند کر دیا... پھر سرگوشی میں بولے:

"خبردار! ہم خطرے میں ہیں۔"

"جی... کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے، لیکن آواز سرگوشی سے اونچی نہیں تھی۔

Malik ji www.urdufanz.com

"یہ ڈاک بنگلہ ہمارے لیے موت کا پیغام ہے... اور ایک طرح سے یہ منحوس گروہ کا ابتدائی اقدام ہے۔"

"لیکن جمشید! تم یہ بات اتنے یقین سے کس طرح کہہ سکتے ہو۔"

"میں تو کئی اور باتیں اس سے بھی زیادہ یقین سے کہہ سکتا ہوں۔"

انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"پہلے آپ اس ایک بات کے بارے میں تو بتائیں نا... آپ کیسے کہہ سکتے ہیں، ہم خطرے میں ہیں جب کہ ہم نے ایسی کوئی بات محسوس نہیں کی۔" محمود جلدی جلدی کہہ گیا۔

"کاؤنٹر پر جو شخص موجود ہے... میں نے اسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا... اگرچہ اس نے مجھے نہیں پہچانا... اگر میں میک اپ میں نہ ہوتا تو وہ بھی ضرور پہچان لیتا... ویسے یہ اچھا ہی ہوا کہ ہم یہاں آ گئے..."

"آپ کی ایک بات بھی پلے نہیں پڑی۔" فاروق نے منہ بنایا۔

انسپکٹر جمشید مسکرائے، پھر بولے:

"اس شخص کا نام سام ہے... بہت چالاک چور ہے... جرائم کی دنیا کا چھپا رستم ہے... کبھی سامنے آ کر جرم نہیں کرتا... خود کو ہمیشہ پردے میں چھپا کر جرم کرتا ہے... تاکہ یہ کسی طرح بھی پکڑا نہ جائے... قانون کے ادارے اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ حاصل کر سکیں... شک کرتے ہیں تو کرتے رہیں، لیکن پکڑ نہ سکیں اور یہی اس کی کامیابی ہے... لیکن میں حیران ہوں... سوال اس ڈاک بنگلے میں اس کا کیا کام۔"

"لیکن آپ اسے کیسے جانتے ہیں..."

"دو تین معاملات ایسے پیش آ چکے ہیں کہ میری تفتیش [illegible]

لیکن کوئی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے میں اسے گرفتار نہ کر سکا... اور یہ ہر بار صاف بچ گیا... اب سوال یہ ہے کہ یہ یہاں کیا کر رہا ہے... اس قسم کا کام تو اس کے کرنے کا نہیں ہے... اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ یہاں رہ کر یہ کوئی چکر چلا رہا ہے... اور اب تو میں یہ بات بھی یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سڑک کو جان بوجھ کر بند کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اس ڈاک بنگلے میں ٹھہرنے پر مجبور ہوں... اور یہ دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹ سکیں... لیکن اس کے ساتھ کچھ اور بھی چکر ہے... اس کا اندازہ ہمیں بہت جلد ہونے والا ہے..."

ایسے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں پوچھا:

"کون؟"

"بیرا ہوں سر... چائے حاضر ہے۔"

"لیکن ہم نے تو چائے کا آرڈر نہیں دیا۔"

"سر... آپ سے جو کرایہ لیا گیا ہے، اس میں چائے، کھانا اور ناشتا اور ہر چیز شامل ہے..."

"اچھی بات ہے۔"

انہوں نے باقی ساتھیوں کو دروازے کے دائیں اور بائیں دیوار سے لگ کر کھڑے ہونے کا اشارہ کیا... پھر خود دروازہ کھولتے ہوئے ایک طرف ہٹ گئے۔

"ارے یہ کیا... کمرہ تو خالی ہے۔" بیرے کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی وہ اندر آ گیا... اس کے ہاتھ میں چائے کی ٹرے تھی۔ اس پر چائے کے علاوہ بہت سی دوسری چیزیں بھی تھیں اور ان سے

Malik ji www.urdufanz.com

بہت خوش گوار خوشبو اٹھ رہی تھی... ان کی بھوک چمک اٹھی...

"ہم وہاں تک یہاں سے ہم کو بھی کچھ اپنی خبر نہیں آئی۔" فاروق نے کہا اور آگے آ گیا... وہ سب میز کے نزدیک ہو گئے۔ بیرا حیرت زدہ تھا۔

"یہ... یہ کیا بات... آپ دیوار سے کیوں جا لگے تھے۔"

"ہمیں خوف محسوس ہو رہا ہے... پتا نہیں کیوں... کیا یہاں ہمیں کسی قسم کا خطرہ ہے..." انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا۔

"نہیں جناب! یہ تو بہت پرسکون جگہ ہے... یہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں... نہ چوروں کا نہ ڈاکوؤں کا..."

"شاید ہمیں وہم ہو گیا ہے۔" خان رحمان بولے۔

وہ مسکرا دیا اور باہر نکل گیا... انہوں نے دروازہ بند کر لیا...

ایسے میں فاروق نے کھانے کی چیزوں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"خبردار!" انسپکٹر جمشید نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کہا... ساتھ ہی اس کا بازو پکڑ کر دبا دیا... وہ سمجھ گیا کہ انہیں اس میں سے کچھ شک ہوا ہے۔

"اس میں کوئی بے ہوش کرنے والی چیز ہو سکتی ہے۔" انہوں نے بہت ہی آہستہ آواز میں کہا۔

انہوں نے کھانے کی چیزیں ایک شاپر میں ڈال کر میز کے نیچے چھپا دیں۔

"اگر اس میں کوئی بے ہوش کرنے والی دوا ہے... تو یہ لوگ جلد دیکھنے کے لیے آئیں گے... لہٰذا ہمیں لیٹ جانا چاہیے۔" انہوں نے کہا۔

"لیکن جمشید... اس طرح تو وہ ہم سب کو باندھ لیں گے۔"

"کوئی بات نہیں... ہمیں یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا چاہتے

ہیں..."

"او کے... جیسے تمہاری مرضی۔"

وہ اس طرح لیٹ گئے... جیسے کہ بے ہوش ہو کر ادھر ادھر گر گئے ہوں۔ ایک گھنٹے بعد دروازے میں چابی گھمنے کی آواز سنائی دی... اب تو انہیں یقین ہو گیا کہ ان کے خلاف کوئی چکر چلنے والا ہے... ورنہ وہ جو کوئی بھی تھا، دروازے پر دستک دیتا، پھر دروازہ کھلا اور ایک آواز ابھری:

"سب بے ہوش پڑے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، دروازہ اندر سے بند کر لو... تاکہ گزرنے والوں کی اندر نظر نہ پڑے۔"

انہوں نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی... قدرے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ آنے والوں میں کاؤنٹر مین بھی تھا... اور اس کے ساتھ چار آدمی اور تھے... ان میں سے ایک ہاتھ میں پستول لیے تھا...

"باندھ لو انہیں اور لے چلو۔"

رسیوں سے ان کے ہاتھ پیر باندھے جانے لگے... پھر اس کمرے میں ایک خفیہ دروازہ کھلا... اب انہیں ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹا جانے لگا۔ فرش چکنا اور ڈھلوان تھا، اس لیے انہیں تکلیف نہیں ہوئی۔ جلد ہی انہوں نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی... پھر کاؤنٹر مین نے کہا۔

"انہیں یہاں ہی رہنے دو..."

"بہت بہتر سر!"

انہیں کوئی دوا سنگھائی گئی... انہوں نے جلدی جلدی آنکھیں

کھولیں...

Malik ji www.urdufanz.com

"خوب خوب... تو تم ہوش میں آ گئے... تم لوگوں کے پاس نقلوں میں کتنی دولت ہوگی بھلا۔" کاؤنٹر مین ہنسا۔

"آپ کو کتنی چاہیے... ہم خود کو چھڑانے کے لیے منہ مانگی دولت دے سکتے ہیں۔" پروفیسر بولے۔

"واہ! اس کا مطلب ہے... بادشاہ سلامت بہت مال دار ہیں... کیوں نہ ہو... بادشاہ جو ہیں... دو چار کروڑ دلا سکیں گے۔" اس نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں... ہم تو اس سے زیادہ دے سکتے ہیں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"تب پھر چیکوں پر دستخط کر دیں۔"

"پہلے ہمیں رہا کریں..."

"رہا بعد میں کریں گے... پہلے کنگال کریں گے۔"

"شکریہ جی... چیکوں پر دستخط کر دیں..." خان رحمان شاہانہ انداز میں بولے۔

"کیسے کروں عالم پناہ... میرے ہاتھ بندھے ہیں۔"

"اوہ ہاں... آپ بتائیں... اس حالت میں یہ دستخط کس طرح کر سکتے ہیں۔"

"کیا آپ کے چیکوں پر دستخط ان کے چلتے ہیں۔"

"بالکل انہی کے چلتے ہیں... بادشاہ اپنے کام اپنے ہاتھوں سے نہیں کرتے۔"

"اچھی بات ہے... تو ہم صرف ان کے ہاتھ کھول دیتے ہیں۔"

"لیکن جناب! پہلے یہ تو بتائیں... اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ آپ دولت حاصل کر کے ہمیں رہا کر دیں گے۔"

"ہمیں غرض دولت سے ہے... تم لوگوں سے نہیں۔"

"اچھی بات ہے... ہمیں دولت سے غرض نہیں... زندگی سے غرض ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ان صاحب کے ہاتھ کھول دو۔"

"میرے بھی۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"کیوں... یہ کیوں... کیا آپ پیروں سے لکھتے ہیں۔"

"نہیں... لیکن میں ان کے بغیر دستخط نہیں کر سکوں گا۔"

"کیا مطلب؟" پستول والا چونکا۔

"میرے دستخط کرنے کا ایک خاص انداز ہے... جب تک میں اس طرح نہ بیٹھوں، دستخط درست نہیں ہو سکیں گے اور بینک والے چیک کیش نہیں کریں گے... یہ بات میں نے پہلے ہی بتا دی... آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں۔"

"نہیں! تجربہ کر کے کیا کریں گے... ایک بڈھے سے ہمیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے... جب کہ ہمارے پاس پستول بھی ہے... ٹھیک ہے کھول دو انہیں۔" کاؤنٹر مین نے کہا۔

"بہت اچھا استاد۔"

ان میں سے ایک آگے بڑھا... اس نے پنڈلی میں اڑسا ہوا خنجر نکالا اور ان کی رسیوں کو کاٹنے لگا۔ پہلے اس نے ان کے پاؤں کھولے، پھر ہاتھوں کی باری آئی۔ جونہی ان کے ہاتھ آزاد ہوئے، انہوں نے تیزی سے پستول والے پر چھلانگ لگا دی... وہ اس پر گرا اور ادھر اس کی انگلی ٹریگر پر دب گئی... گولی

Malik ji www.urdufanz.com

شیر ہو گئی... اس کے منہ سے دل دوز چیخ نکل گئی... اتنی دیر میں انسپکٹر جمشید پستول والے پر چھلانگ لگاتے ہوئے اس سے پستول چھین چکے تھے... اور اس کے ساتھ ہی وہ چنگھاڑے:

"ہاتھ اوپر اٹھا دو دوستو! بہت دولت سمیٹ لی تم نے... اب جیل میں جا کر دولت حاصل کرنے کے منصوبے بنانا۔"

وہ دھک سے رہ گئے۔ ان کی سمجھ میں نہ آ سکا کہ پل بھر میں یہ ہو کیا گیا... تاہم ابھی تک انہوں نے ہاتھ نہیں اٹھائے تھے... یہ دیکھ کر انہوں نے ان میں سے ایک کے کان کی لو کا نشانہ لیا اور بولے:

"پہلے تم ذرا میرے نشانے کا کمال دیکھ لو۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کے کان کی لو اڑ گئی اور خون دھار کی صورت میں اس کے کندھے کو رنگین کرنے لگا۔

ایسے میں ایک سرد آواز ابھری...

"بس جناب! آپ پستول گرا دیں... ورنہ ہو گی نشانہ بازی۔"

☆☆☆☆☆

کایا پلٹ

انہوں نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا... لیکن اس طرف انہیں کوئی نظر نہ آیا، البتہ دیوار میں چند سوراخ ضرور تھے... آواز ان سوراخوں سے آئی تھی... انہی میں سے ایک سوراخ میں سے رائفل کی نال جھانک رہی تھی... انہوں نے اپنا رخ اس طرف کر لیا۔ اسی وقت پھر کہا گیا:

"تم نے ہاتھ اوپر نہیں اٹھایا... گویا مجھے فائر کرنا ہوگا... تمہاری مرضی۔"

انسپکٹر جمشید ان الفاظ کے ساتھ ہی فرش پر لڑھک کر اسی دیوار سے جا لگے جس میں سوراخ نظر آ رہے تھے... اب اس رائفل سے انہیں نشانہ نہیں بنایا جا سکتا تھا... لیکن ان کے ساتھی بدستور خطرے میں تھے، اس پر ان کا ہاتھ حرکت میں آیا اور انہوں نے فائر کر دیا... پستول کی گولی رائفل کی نال سے ٹکرائی اور نال مڑ گئی۔

"خوب خوب! نشانہ خوب ہے تمہارا... لیکن میرے دوست کوئی فائدہ نہیں..." یہ الفاظ ہنس کر کہے گئے۔

Malik ji www.urdufanz.com

"کیوں بھلا... فائدہ کیوں نہیں۔"

"اس کمرے کی تو ہر دیوار میں سوراخ ہیں... یہاں تک کہ چھت میں بھی سوراخ ہیں... ہم ان سوراخوں کو ظاہر کیے دیتے ہیں... اس کے بعد تم اپنا فن آزمانا... ہم اپنا کام کریں گے۔"

"ضرور... ضرور۔" انسپکٹر جمشید خوش دلی سے مسکرائے۔ ان کے جملے کے ساتھ ہی سوراخ نظر آنے لگے اور چاروں دیواروں سے اور ایک چھت سے رائفلیں جھانکنے لگیں... انسپکٹر جمشید نے پلک جھپکتے ہی پانچ فائر کر دیے... پانچوں رائفلوں کی نالیں مڑ گئیں...

"اب کیا پروگرام ہے دوستو۔" وہ ہنسے۔

فوراً ہی ایک سوراخ میں سے فائر کیا گیا اور ان کے ہاتھ سے پستول نکل گیا... اس مرتبہ انہوں نے رائفل کی نال باہر نہیں نکالی تھی...

"بس! اب آپ ہاتھ اوپر اٹھا دیں... اس سے زیادہ رعایت آپ کو نہیں دی جا سکتی۔"

انہوں نے ہاتھ اٹھا دیے اور وہ کر بھی کیا سکتے تھے... اب باقی لوگ بھی اندر آ گئے...

"ان صاحب کو پھر سے باندھ دو... اب ہم دستخط اور طرح کرائیں گے۔"

انہیں باندھ دیا گیا... پھر کاؤنٹر مین نے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا:

"ان کے سامان میں سے چیک بک نکال لاؤ... ایک سے زیادہ ہوں تو سب لے آنا۔"

"بہت اچھا جناب۔"

جلد ہی وہاں چیک بکیں آ گئیں...

"ان سب پر دستخط کر دیں... اسی میں بہتری ہے۔"

"دستخط کے بعد کیا ہوگا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہم تم لوگوں کو رہا کر دیں گے۔"

"کیا آپ ہمیں عقل سے پیدل سمجھتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"یہ خیال کیسے آیا؟"

"ظاہر ہے... یہ جگہ تم لوگوں کا اڈا ہے... اگر تم نے ہمیں رہا کر دیا تو ہم پولیس کو لے کر یہاں آ گئیں گے... تم ہمیں رہا کر کے اپنا اڈا کیوں گنوانے لگے۔"

"اس کا جواب ہمارے پاس ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"اب ہم یہ اڈا چھوڑ رہے ہیں... تم لوگوں سے بہت کم دولت ہاتھ نہیں آئے گی... آخر شاہی خاندان ہو..." وہ بولا۔

"لیکن اس بات کی گارنٹی کیا ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"یہ کہ دستخط کرانے کے بعد تم ہم لوگوں کو رہا کر دو گے۔"

"گارنٹی کوئی نہیں... بات یہ ہے دوست، ہم پر اعتبار کرنا ہی ہوگا۔ ایک ایک دستخط ہمیں معلوم کرنے کے لیے یا ہم قدم ہی کریں... جو کہ ہم بینکوں سے ابھی معلوم کر لیں... پھر بینکوں پر قدم لیں... دو گے تم... ہم تمہیں رہا کر دیں گے... لیکن اگر دستخط نہیں کیے تو یہیں خون میں نہلا دیں گے اور اس

Malik ji www.urdufanz.com

طرح چھوڑ کر چلے جائیں گے... کیونکہ ہم واقعی یہاں سے جا رہے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... ہم دستخط کیے دیتے ہیں... لیکن یہ کیسے ہوگا... مجھے تو ایک بار پھر باندھ دیا گیا ہے۔"

"ہم تمہارا صرف ایک ہاتھ کھول رہے ہیں... باقی جسم رسیوں سے بندھا رہے گا۔"

"اس طرح دستخط صحیح نہیں ہوں گے... بینک ملازمین شک کریں گے اور تم پکڑے جاؤ گے... میرے دستخط صحیح ہوں گے، تب بھی بینک والے شک کریں گے... کیونکہ؟"

"کیونکہ کیا..." کئی آوازیں ابھریں۔

"ہماری طرف سے انہیں تحریری ہدایات دی گئی ہیں کہ زیادہ بڑی رقموں کے چیک کوئی لے کر آئے تو پہلے ہم سے پوچھ لیا جائے... لہٰذا آپ لوگ ناکام ہو جائیں گے... اس سارے معاملے کا ایک اور حل ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"ہیرے۔" وہ بولے۔

"ہیرے... کیا مطلب؟" وہ چلا اٹھے۔

"ہمارے پاس بہت ہی خاص قسم کے انمول ہیرے ہیں... وہ بینکوں میں موجود دولت سے کئی سو گنا زیادہ قیمت کے ہیں... ہم تمہیں وہ ہیرے دے دیتے ہیں..."

"لاؤ... لاؤ... لاؤ۔" وہ چلائے۔

"ان کے لیے تو پھر ہمیں دارالحکومت جانا پڑے گا۔"

"تم میں سے ایک جا سکتا ہے... ہمارا آدمی اس کے ساتھ جائے

گا... وہ سائے کی طرح اس کے ساتھ رہے گا... اگر کوئی چال چلنے کی کوشش کی گئی تو ہم باقی لوگوں کو گولی مار دیں گے۔"

"ٹھیک ہے... مجھے ہی جانا ہوگا..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"[illegible]... انہیں کھول دو۔"

"دیکھ لیں سر... یہ صاحب پہلے کافی خطرناک ثابت ہو چکے ہیں۔"

"ان کے ساتھیوں کو نشانے پر لے لو... اگر یہ گڑبڑ کرنے کی کوشش کریں تو سب پر ایک ساتھ فائر کر دیے جائیں..." اس نے حکم دیا۔

فوراً ہی ان پر پستول تن گئے...

"میں جا کر ہیرے لے آتا ہوں..." انسپکٹر جمشید نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

"اچھا ٹھیک ہے... ہم ان ہیروں کا کریں گے بھی کیا... اگر زندگی ہی نہ رہی۔" خان رحمان بولے۔

سب نے سر ہلا دیے... پھر ان میں سے ایک کے ساتھ انسپکٹر جمشید باہر نکل گئے۔ وہ سب دل ہی دل میں مسکرا دیے... کیونکہ آخر وہ ان کے جال میں آ گئے تھے...

آٹھ گھنٹے بعد انسپکٹر جمشید اور ان کا ساتھی واپس آتے نظر آئے... ان کے ساتھی کے ہاتھ میں ہیروں کا [illegible] تھا۔

"میں ہیرے لے آیا... اب میرے ساتھیوں کو رہا کرو۔"

"[illegible]"

"کیا مطلب؟" وہ بری طرح چونکے۔

"ہم تمہیں نہیں چھوڑ [illegible]... تم سب [illegible] ہو گے... یہ

Malik ji www.urdufanz.com

وجہ... اپنے ساتھیوں کے ساتھ... انتظام کر رہے ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے تم پر گولیاں نہیں چلاؤ گے... اس تہہ خانے میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ... آؤ دوستو۔"

"پہلے ہیرے تو چیک کر لو۔" ان کے ساتھی نے کہا۔

"اوہ ہاں... کھولو بریف کیس۔"

پھر جونہی بریف کیس کھلا... تہہ خانہ دھوئیں سے بھر گیا... اور وہ سب گرتے چلے گئے... انہیں ہوش آیا تو سب کے سب بندھے نظر آئے... انہیں تہہ خانے سے باہر لایا جا چکا تھا اور ان کے ارد گرد پولیس ہی پولیس نظر آ رہی تھی...

"تو وہ سڑک تم لوگ خود بند کرتے تھے... تاکہ اس طرح ڈاک بنگلے میں لا کر لوگوں کو لوٹا جا سکے۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ انداز میں کہا۔

ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا... ڈاک بنگلہ سیل کر دیا گیا۔ سڑک بھی صاف کرا لی گئی تھی... چنانچہ وہ سفر کے لیے تیار ہو گئے... ایسے میں فرزانہ بول اٹھی:

"ابا جان! میں خوف محسوس کر رہی ہوں... مجھے ایک خیال آیا ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"اگر ان لوگوں کا تعلق سیکوڈی گروہ سے ہے تو ان کی گرفتاری کی تفصیلات وہاں پہنچ جائیں گی... اور ہم وہاں جس کام کے سلسلے میں جا رہے ہیں، وہ کھٹائی میں پڑ سکتا ہے۔"

"اوہ ہاں... اس کا امکان ہے... خیر پہلے ان لوگوں کو ٹٹول لیجئے

ہیں... پھر اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھائیں گے۔"

ان کے ماتحت کاؤنٹر مین کو ایک الگ کمرے میں لے آئے:

"اب تم اپنی ساری کہانی سنا دو۔" انسپکٹر جمشید سرد آواز میں بولے۔

"کک... کیا آپ لوگوں کا تعلق پولیس سے ہے... اور آپ نے شاہی لوگوں کے روپ دھار رکھے ہیں؟"

"تم ہم سے سوال نہ کرو، سوالات کے جوابات دو... یہ سب چکر کیا ہے..."

"لوٹنے کا چکر ہے... اور کیا ہوتا۔"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔" انہوں نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"تب پھر آپ کیا سمجھتے ہیں؟"

"ڈاک بنگلے کی عمارت نئی ہے... گویا یہ تھوڑی مدت پہلے بنایا گیا ہے، سڑک پر اتنا بڑا تودہ جان بوجھ کر گرانا کوئی آسان کام نہیں... یہ سب باتیں کسی باقاعدہ پروگرام کو ظاہر کرتی ہیں... اس لیے میں نے پوچھا ہے... یہ سب کیا چکر ہے۔"

"تب پھر سنئے... اس سارے چکر کو چلانے والا ایک پراسرار شخص ہے... اور وہ سیکوڈی گروہ میں رہتا ہے..."

"کیا!!!" ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"یہ سچی بات ہے... وہی ہمیں ہدایات دیتا ہے... ہمیں تنخواہ دیتا ہے... وغیرہ... اس کا حکم ملتا ہے تو ہم وہ سڑک پر تودہ گرا دیتے ہیں... اور لوگوں کو اس بنگلے میں ٹھہرایا جاتا ہے... پہلے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ وہاں میں آنے والے لوگ کس قدر مال دار ہیں... اگر خاص مال دار محسوس ہوتے

Malik ji www.urdufanz.com

ہیں تو انھیں لوٹ لیا جاتا ہے...''

''اور کیا انھیں زندہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔''

''ہاں! زندہ چھوڑ دیا جاتا ہے... لیکن۔'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن کیا؟'' وہ ایک ساتھ بول اٹھے۔

''لیکن انھیں یہاں سے منگوری گڑھ بھیج دیا جاتا ہے... منگوری گڑھ میں ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے... یہ ہمیں معلوم نہیں... اور یہی وجہ ہے کہ پولیس آج تک ڈاک بنگلے والوں کو گرفتار نہیں کر سکی... کیونکہ یہاں ان کے ٹھہرنے کا تو ثبوت پولیس کو مل جاتا ہے... اور اس سے زیادہ کچھ نہیں... وہ ہم انھیں پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ سڑک بند ہونے کی وجہ سے اور تفریحی مقام ہونے کی وجہ سے لوگ یہاں رکتے ضرور ہیں، پھر آگے چلے جاتے ہیں... اور ظاہر ہے... ہم سب کو تو لوٹتے نہیں۔ کوئی بہت دولت مند نظر آئے تو حرکت میں آتے ہیں۔''

''اور اس لوٹی ہوئی دولت کا کیا کرتے ہو؟''

''اپنا حصہ رکھ کر باقی منگوری گڑھ ٹاؤن روانہ کر دی جاتی ہے۔''

''لیکن کیسے؟''

''اس کا آدمی آتا ہے اور رقم لے جاتا ہے...''

''اس کا مطلب ہے... آج پھر اس کا آدمی آئے گا۔''

''ہاں! بالکل۔''

''بھئی واہ... تب تو خوب مزہ رہے گا... ان سب کو ایک کمرے میں بند کر دو... پہلے ہم آنے والے کا انتظار کریں گے... یہ منہ سے آواز نہ نکالنے پائیں... اور ہاں... تم اس سے ملاقات کہاں کرتے ہو؟''

''وہ سیدھا کاؤنٹر پر آئے گا... پھر میں اسے اپنے کمرے میں لے آتا ہوں...''

''او کے سر...''

تھوڑی دیر بعد انسپکٹر جمشید اس کے لباس میں کاؤنٹر پر بیٹھے تھے... ان کے بیٹھنے کا انداز بھی اس جیسا تھا... ایسے میں ایک لمبے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس وقت انسپکٹر جمشید نے منہ دوسری طرف کر رکھا تھا... وہ اندر داخل ہوتے بولا:

''کیوں... کیسا رہا شکار؟''

☆☆☆☆☆

Malik ji www.urdufanz.com

نیچے اتر آؤ

"شکار کا تو انتظار تھا۔" انسپکٹر جمشید اس کی طرف مڑتے ہوئے بولے۔ ساتھ ہی ان کا پستول آنے والے کی طرف اٹھ گیا۔

وہ زور سے اچھلا اور پھر ساکت ہو گیا۔ آنکھوں میں خوف دوڑ گیا... اسی وقت اکرام کے ماتحتوں نے اسے جکڑ لیا... اسے کرسی کے ساتھ باندھا گیا تھا۔

"ہاں! اب ذرا ہو جائے تفصیل... منگوری گڑھ میں جو کیا رہا ہے۔"

"یہ... یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔"

"اکرام... کالا نقاب پوش کو لے آؤ۔"

"حاضر ہے سر۔"

کالا نقاب پوش کو اس کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا...

"یہی ہے وہ شخص جو منگوری گڑھ سے آتا ہے اور دولت لے جاتا ہے۔"

"جی... جی ہاں! یہی ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہو۔" وہ گرجا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں... ہم سب ان کے قبضے میں ہیں... ہم نے اپنی تو بہت کوشش کر لی... لیکن ان کے آگے دال نہیں گلی۔"

"لیکن میرا تم لوگوں سے کوئی تعلق نہیں... نہ میں منگوری گڑھ سے آیا ہوں۔"

"لیکن بھئی... تم نے ابھی آتے ہوئے کہا تھا... کیمار ہاشکار۔" انسپکٹر جمشید طنزیہ انداز میں بولے۔

"کس نے، میں نے کہا تھا... نہیں تو... آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"تو تم نے یہ الفاظ نہیں کہے۔"

"بالکل نہیں جناب! آپ کے کان بجے ہوں گے۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اچھی بات ہے... ابھی تمہارے کان بھی بجیں گے... یہ لو سنو... اپنا جملہ۔"

یہ کہہ کر انہوں نے اپنی گھڑی کا ایک بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی اس کی آواز سنائی دی:

"کیوں کیمار ہاشکار۔"

وہ چونکا... پھر سنبھل کر بولا:

"یہ میری آواز نہیں ہے... ہاں میری آواز سے ملتی جلتی ضرور ہے۔"

Malik ji www.urdufanz.com

"اچھی بات ہے... اکرام... اسے الٹا لٹکانے کا بندوبست کرو اور جب تک یہ ساری کہانی نہ سنا دے... اس وقت تک اس کے پاؤں زمین سے نہ لگیں۔"

"او کے سر... چلو بھئی باندھو اس کے پیر رسی سے اور اس ہک سے لٹکا دو اسے... یہ بھی کیا یاد کرے گا... اس کے سر کے نیچے ہلکی سی آگ بھی کیوں نہ جلا دی جائے۔"

"تم نے تو میرے منہ کی بات چھین لی اکرام۔"

"بڑی بات ہے انکل... چھیننے کی کیا ضرورت تھی... مانگ لیجئے۔"

فاروق مسکرایا۔

"یہ... یہ کون لوگ ہیں کالے خان۔" آنے والے نے کاؤنٹر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"معلوم نہیں... میں تو انہیں کسی شاہی خاندان کے افراد سمجھا تھا... لیکن لگتا ہے... معاملہ گڑبڑ ہے۔"

"خیر کوئی بات نہیں... یہ مجھ سے کچھ بھی نہیں اگلوا سکیں گے... اور تم تو معاملے سے ہو ہی بے خبر..."

"یہ بھی اچھا ہے..." کالے خان فوراً بولا۔

اکرام کے آدمی اسے باندھنے لگے۔ ایسے میں اس نے کہا۔

"فضول ہے... کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔" اس نے منہ بنایا۔

"کوئی بات نہیں... کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔"

"کالے خان! ان صاحب کا نام کیا ہے۔"

"یہ ہمارے استاد ہیں۔" کالے خان نے کہا۔

"استاد... کیا مطلب؟"

"اس گروہ کے استاد... یعنی ہیں... ہم سب تو ان کے ادنیٰ درجے کے شاگرد ہیں... یا ماتحت کہہ لیں... دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ گروہ ان کا بنایا ہوا ہے۔"

"اوہ! تب تو ایک کام کا آدمی ہمارے ہاتھ آیا ہے۔"

"لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوگا..."

"بھئی ہم لوگ فائدہ اٹھانے کے ماہر ہیں... تم اگر فرفر بول پڑے تو کیا۔"

"میں نے کہا نہ... میں کوئی لفظ نہیں بتاؤں گا۔"

"ہمیں کسی لفظ کی نہیں... پوری کہانی کی ضرورت ہے... میگوری گڑھ میں کیا ہو رہا ہے۔"

"یہ تم لوگ کبھی نہیں جان سکو گے... میں بتا دیتا... لیکن کیا کروں... بتا نہیں سکتا۔"

"کوئی پروا نہیں... [illegible]... اکرام حرکت میں آ جاؤ۔" انسپکٹر جمشید سرد لہجے میں بولے... اکرام نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا تو ان کے [illegible] فرش سے اٹھنے لگے [illegible] ابھی فرش سے اوپر اٹھ گیا۔

جلد ہی وہ ہک سے الٹا [illegible]

"اب [illegible]..."

"[illegible]"

[illegible]

جلد ہی [illegible] اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا [illegible]

Malik ji www.urdufanz.com

تھا...

"تم کیا سمجھتے ہو... میں اس طرح تم لوگوں کو کچھ بتا دوں گا... ہرگز نہیں... تمہاری پہلی شکست یہیں سے شروع ہو رہی ہے... اور منگوری گڑھ میں تو تم قدم قدم پر شکست کھاؤ گے۔"

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے... کس کو شکست ہوتی ہے اور کس کو فتح۔" انسپکٹر جمشید سرد آواز میں بولے۔

اب اس کے پسینے کے قطرات چولہے پر گر کر چھن چھن کرنے لگے...

"اچھا صاحبان... تم ہار گئے... میں جیت گیا... لو میں چلا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کی گردن کو ایک جھٹکا لگا... اور ہاتھ بے جان انداز میں جھول گئے۔

"ارے یہ کیا ہوا؟" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"خودکشی کر لی... کم بخت نے۔" انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"تب تو یہ واقعی جیت گیا۔" کالے خان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...

"کمال ہے... تم لوگوں کا ساتھ بہت پرانا تھا۔"

"کوئی ایسا ویسا... ہمارے لیے تو سب کچھ یہی تھے... ان کے گروہ میں آ کر ہم نے سکون کا سانس لیا تھا... ہمیں کبھی تکلیف نہیں ہونے دی انہوں نے۔"

انسپکٹر جمشید اور ان کے باقی ساتھیوں نے کالے خان کے ساتھیوں کی آنکھوں میں بھی آنسو دیکھے... اس وقت انہوں نے محسوس کیا...

برے سے برے آدمی میں بھی کوئی اچھائی ہوتی ہے۔

"اکرام! اسے اتار لو... ان سب لوگوں کو دارالحکومت لے جاؤ... ہم یہاں سے منگوری گڑھ کا رخ کریں گے۔"

"لیکن سر... اب شاید آپ کا سوچا ہوا حلیہ منگوری گڑھ میں کامیاب نہ رہے۔"

"فکر نہ کرو... ہمیں کیا معلوم تھا کہ ہم درمیان میں ہی اٹک جائیں گے... ہم وہاں اسی حلیے میں جائیں گے۔"

"اس صورت میں اور مشکلات آئیں گی۔"

"کوئی پروا نہیں... جانا تو بہرحال ہمیں ہے..."

"آپ کے پاس منگوری گڑھ کے بارے میں معلومات کیا ہیں... آپ نے وہاں جانے کا پروگرام بنایا کیوں ہے۔"

"میرا خیال تھا کہ یہ بات آپ کو معلوم ہوگی... خیر سنیں... دارالحکومت کے کئی اہم آدمی منگوری گڑھ کی سیر کرنے کے لیے وہاں گئے، لیکن لوٹ کر نہیں آئے... جب اس طرح کئی آدمی غائب ہو گئے تو دارالحکومت میں تشویش کی لہر دوڑ گئی کہ آخر منگوری گڑھ میں ہو کیا رہا ہے... افسران نے میٹنگ طلب کر لی... اس میں مجھے بھی بلایا گیا اور آخر منگوری گڑھ کی تفتیش میرے ذمے ٹھہری... میں نے اپنے حلیے میں جانے کے بجائے میک اپ میں جانے کا فیصلہ کیا... بس... اس سے زیادہ میری کوئی معلومات نہیں ہیں... یہ معلوم نہیں تھا کہ راستے میں اس بنگلے کا چکر شروع ہو جائے گا... خیر اب ہم یہاں سے فارغ ہو گئے ہیں... اور یہ بات بھی ثابت ہو گئی ہے کہ اس بنگلے کا تعلق بھی انہی لوگوں سے ہے... جو منگوری گڑھ میں گڑبڑ کر رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید

Malik ji www.urdufanz.com

کہتے چلے گئے۔

"بلکہ..." فرزانہ نے ہانک لگائی۔

"بلکہ سے آگے بھی کچھ کہنا چاہیے... ہم اس خالی بلکہ سے کیا سمجھیں۔" فاروق نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"بلکہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ کہیں وہ گم شدہ گیاں جنگل سے نہ ہو گئی ہوں اور یہ معاملہ منگوری گڑھ میں ہوا ہی نہ ہو... جیسا کہ یہ لوگ ہمیں ظاہر کرنے لگے تھے۔"

"ہاں! یہ بات بھی ہے... خیر... منگوری گڑھ تو ہمیں جانا ہی پڑے گا۔"

اور پھر وہ وہاں سے روانہ ہوئے۔ تو وہ اس وقت تک بتایا جا چکا تھا اور وہ بغیر کسی رکاوٹ کے آگے بڑھتے چلے گئے...

"ہم ایک پہلو نظر انداز کر گئے ہیں۔" انسپکٹر جمشید بول اٹھے۔

"جی... وہ کون سا پہلو؟"

"منگوری گڑھ سے جب ڈاک بنگلے سے رابطہ کیا جائے گا تو ادھر سے انہیں کوئی جواب نہیں ملے گا۔"

"لیکن اس سلسلے میں ہم کیا کر سکتے ہیں بھلا..." خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"ابھی ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے دبے دبے جوش کے انداز میں کہا۔

"تب پھر جمشید... جو کر سکتے ہو کر گزرو... کیونکہ خطرہ یہی ہے کہ ابھی ڈاک بنگلے میں گڑبڑ کی خبر وہاں نہ پہنچے۔"

"اچھی بات ہے۔"

اب انہوں نے اکرام کو فون کیا...

"سنو اکرام... تم صرف کالے خان کو ابھی ڈاک بنگلے میں لے آؤ... اپنے آدمیوں کو زبردست طریقے سے ڈاک بنگلے کے چاروں طرف مقرر کر دو... کوئی بھی اندر داخل نہ ہو سکے اور نہ کوئی جا سکے... کرنا یہ ہے کہ اگر منگوری گڑھ سے کوئی فون آئے تو کالے خان ان سے بات کرے اور سب خیریت کی اطلاع دے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے سر؟" اکرام کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں اکرام... کیا بات ہے... ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے بھلا۔"

"اس لیے سر... کہ رقم وصول کرنے کے سلسلے میں جو شخص آیا تھا... وہ سب سے پہلے اس کے بارے میں پوچھیں گے... کالے خان اس کے بارے میں انہیں کیا بتائے گا۔"

"اس سوال کا جواب [illegible]" انسپکٹر جمشید نے [illegible]۔

"جی... کیا مطلب؟"

"[illegible]"

"[illegible]" فرزانہ [illegible]۔

Malik ji www.urdufanz.com

"لیجیے! اب ہلکی کی جگہ تیلی لے آئی۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"وہ اس سے موبائل پر رابطہ کرنے کی کوشش کریں گے... لیکن رابطہ نہیں ہوگا... اس وقت تو وہ گڑبڑ کو بھانپ لیں گے اور ہمارے لیے مشکلات کھڑی ہو سکتی ہیں۔"

"کوئی بات نہیں... جب اوکھلی میں سر دیا تو موسلوں کا کیا ڈر۔" محمود چہکا۔

"ایک تو جب دیکھو، یہ اوکھلی ٹپک پڑتی ہے۔"

"بس! بات ختم... اب جو ہوگا... دیکھا جائے گا... ہم جو کر سکتے تھے، کر چکے ہیں، اب خود کو حالات کے رحم و کرم پر ڈالنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔"

"اللہ مالک ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

پھر وہ اسی مقام پر پہنچ گئے... جہاں سے لوگ شہر میں داخل ہوتے تھے... اس جگہ گاڑیوں کی ایک لمبی لائن لگی ہوئی تھی... اس لیے کہ کئی اور شہروں سے آنے والے لوگ بھی یہیں سے اندر داخل ہوتے تھے گویا اس جگہ کئی سڑکیں آ کر ملتی تھیں...

انہوں نے دیکھا کہ پولیس، گاڑیوں کی اور گاڑیوں میں سوار لوگوں کی باقاعدہ آلات کے ذریعے تلاشی لے رہی تھی...

"یہاں روزانہ اسی طرح تلاشی لی جاتی ہے یا آج ہی لی جا رہی ہے۔" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"یہ تو کوئی پولیس مین ہی بتا سکے گا جمشید۔"

"ہوں... خیر... دیکھا جائے گا۔"

ایک ایک کر کے گاڑیاں آگے بڑھتی گئیں... آخر خدا خدا کر کے ان کی باری آئی۔ جونہی ان کی گاڑی سے آگے لگایا گیا... پولیس آفیسر بول اٹھا:

"گاڑی سے نیچے اتر آئیے۔"

☆☆☆☆☆

Malik ji www.urdufanz.com

میں اندر آسکتا ہوں؟

"کیوں جناب! کیا بات ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"گاڑی کی تلاشی لی جائے گی اور آپ لوگوں کی بھی۔"

"آپ دیکھ رہے ہیں... اندر شاہ دادن احمد تشریف رکھتے ہیں... اس ملک کی ایک بڑی ریاست کے حکمران... اور یہ ہیں ان کے وزیر با تدبیر... میں ہوں آپ کا سیکرٹری... اور اندر شہزادے صاحبان اور شہزادی صاحبہ ساتھ ہیں... ان حالات میں آپ ہمیں گاڑی سے باہر نکالیں گے۔"

"ہاں! مجبوری ہے... منگوری گڑھ میں داخل ہونے سے پہلے تلاشی ضروری ہے۔"

"لیکن آپ کو اس ملک کے ذمے دار لوگوں کی طرف سے ملنے والا سرٹیفکیٹ دکھا رہا ہوں... اس کی مدد سے ہم پورے ملک میں کہیں بھی بے روک ٹوک جا سکتے ہیں۔"

"منگوری گڑھ میں پھر بھی نہیں جا سکتے۔"

"کیوں جناب! کیا یہاں ملک کا قانون لاگو نہیں ہے۔"

"ملک کا قانون لاگو ہے، لیکن منگوری گڑھ کی انتظامیہ کا بھی قانون ہے اور اس کا احترام کرنا ہوگا۔"

"[illegible]... پھر منگوری گڑھ کی انتظامیہ [illegible]"

"[illegible]... [illegible] چاہیں۔" اس نے [illegible] لہجے میں کہا۔

"[illegible]" انھوں نے [illegible]

"[illegible]" [illegible] مسکرایا۔

[illegible]... [illegible] پھر آپ سے [illegible]... میں انھیں پہچان لوں گا... اس وقت آپ زحمت کریں اور [illegible] گاڑی سے نیچے تشریف لے آئیں۔"

"[illegible]" خان رحمان پُررعب آواز میں بولے۔

"[illegible]"

"آپ [illegible]... انھیں صورت حال بتا دیں... [illegible] یہاں اس حکومت کا [illegible] نہیں ہے..."

"[illegible]... مجھے [illegible] کرنا چاہیے [illegible]" فوراً کہا۔

پھر انھوں نے [illegible]

"[illegible] ریاست [illegible] شاہ دادن احمد [illegible] بات کر رہا ہوں... منگوری گڑھ کی انتظامیہ تلاشی کے بغیر ہمیں داخل ہونے سے

Malik ji www.urdufanz.com

روک رہی ہے... جب کہ شاداماں اللہ تلاشی دینے پر تیار نہیں... وہ اس اقدام کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے جمشید... میں فون کر رہا ہوں۔"

"شکریہ۔" انہوں نے کہا اور فون بند کر دیا۔

پھر انہوں نے پولیس آفیسر سے کہا

"صدر صاحب یہاں کی انتظامیہ کو فون کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... اگر مجھے حکم ملا تو میں آپ کو تلاشی کے بغیر جانے دوں گا... لیکن ملنے کا نہیں۔" اس نے کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"ہمارے سر! یہ اجازت نہیں دیں گے۔"

"گویا وہ ملک کے صدر کی بات بھی نہیں مانیں گے۔"

"وہ صدر صاحب کو ایک ایسی بات کہیں گے کہ انہیں ماننا پڑے گی۔ اس طرح آپ لوگوں کو آخر کار تلاشی دینا ہو گی۔"

"ارے نہیں بھئی۔" وہ چونکے۔

"ارے نہیں بھئی کیا..."

"... انہیں ماننا پڑے گی... اور ہم تلاشی دیئے بغیر اندر چلے جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے... آپ جیت گئے اور ہم ہار گئے... ابھی پتا چل جائے گا۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

اور پھر اس کے فون کی گھنٹی بج اٹھی... اس کے چہرے پر رنگ دوڑتا نظر آیا۔ پھر اس نے موبائل کان سے لگایا... دوسری طرف کی بات سن کر

موبائل جیب میں رکھ لیا۔ پھر ان کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا:

"آپ کو تلاشی دینا ہو گی۔"

"کیا!!!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ہاں جناب! مجھے یہی ہدایات ملی ہیں۔"

انسپکٹر جمشید نے موبائل نکال کر پھر صدر صاحب کے نمبر ملائے... فوراً ہی ان کی آواز سنائی دی۔

"ہاں جمشید! اب کیا ہوا؟"

"یہاں موجود انسپکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ انہیں ہدایات ملی ہیں کہ ہماری تلاشی لی جائے گی... کیا آپ نے انہیں ہدایات نہیں دیں۔"

"ایک منٹ جمشید..." انہوں نے الجھن کے عالم میں کہا۔

پھر شاید وہ دوسرے فون پر بات کرنے لگے... وہ اس جگہ سے کچھ دور چلے گئے... آخر صدر صاحب بولے۔

"مجھ سے انہوں نے فون پر یہی کہا تھا کہ میں فکر نہ کروں... ان لوگوں کی تلاشی نہیں لی جائے گی... یہاں خطرہ بڑھ گیا ہے جمشید... اب بھی اگر یہ تلاشی کے بغیر نہ جانے دیں تو تم تلاشی دے کر چلے جاؤ... اس وقت کی بات کو بھول جاؤ... کیونکہ اس طرح تم یا وہ لوگ... شاید وہ لوگ اس بات سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔"

"لیکن سر... بعد میں ان کی جواب طلبی ہو گی کہ صدر صاحب کے حکم کے باوجود انہوں نے تعمیل کیوں نہیں کی تو اس وقت وہ کیا کریں گے۔"

"اس وقت وہ یہاں موجود آفیسر پر سارا بوجھ ڈال دیں گے اور اس سے پہلے ہی اسے غائب ہونے کا حکم دے دیں گے... اس طرح ہم یا کسی

Malik ji www.urdufanz.com

سے بھلا... تم خود سوچو!"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر... شکریہ!"

انہوں نے فون بند کر دیا اور کار کے پاس چلے آئے... ایک بار پھر انسپکٹر شاہ زیب کے فون کی گھنٹی بجی... اس کے چہرے کا رنگ پھر اڑتا نظر آیا... اس نے موبائل کان سے لگایا، پھر جیب میں رکھتے ہوئے گہرے طنزیہ انداز میں بولا:

"آپ کو تلاشی دینا ہوگی۔"

"اچھی بات ہے... لیکن اس سلسلے میں قربانی کا بکرا آپ بنیں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"اس وقت اگرچہ آپ کے آفیسر آپ کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ ہماری تلاشی لی جائے... لیکن بعد میں وہ نہیں تھے... ہم نے تو انسپکٹر شاہ زیب کو حکم دیا تھا... ان حضرات کی تلاشی نہ لی جائے اور انہیں ویسے ہی جانے دیا جائے... کیونکہ یہ صدر صاحب کا حکم ہے... لیکن انسپکٹر شاہ زیب نے اس حکم کو ہوا میں اڑا دیا تو اس میں ہمارا کیا قصور... سزا تو اسے ملنی چاہیے... سو نتیجے میں وہ آپ کو ہدایات دیں گے کہ آپ غائب ہو جائیں... لیکن آپ غائب نہیں ہونے دیں گے۔"

اس کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا... تاہم اس نے خود پر سکون ظاہر کرتے ہوئے اپنے ماتحتوں سے کہا:

"ان کی گاڑی کی اچھی طرح تلاشی لی جائے۔"

"اوکے سر۔"

پھر ان کی تلاشی شروع ہوئی... گاڑی کو بھی اچھی طرح کھنگالا گیا... آخر انہوں نے اعلان کیا:

"کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ملی سر۔"

"ٹھیک ہے... ان حضرات کو جانے دیا جائے۔"

اب وہ قصبے کی حدود میں داخل ہوئے... وہاں کچھ لوگ سڑک کے دونوں طرف بڑے بڑے کارڈ لیے کھڑے تھے۔ ان کارڈوں پر ہوٹلوں کے نام وغیرہ درج تھے... انہوں نے ان میں سے ایک طرف اشارہ کیا... کارڈ والا نوجوان فوراً ان کی طرف لپکا:

"تو شاہی ہوٹل کے نمائندے آپ ہیں۔"

"جی بالکل۔"

"ہم نے ہوٹل میں پہلے ہی کمرے بک کرائے ہوئے ہیں... ہماری رہنمائی کے لیے کسی کو ساتھ بھیج دیں۔"

"ضرور سر... کیوں نہیں... یہ میرے ماتحت آپ کے ساتھ جائیں گے۔"

"شکریہ!"

اب ان کا سفر شاہی ہوٹل کی طرف شروع ہوا... جلد ہی وہ ہوٹل کے سامنے پہنچ گئے... انہوں نے دیکھا... وہ ایک شاندار قسم کا ہوٹل تھا۔ [illegible]

"حیرت ہے... ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس چھوٹے سے قصبے میں اتنا بڑا ہوٹل بھی ہو سکتا ہے۔"

"ہمارا ہوٹل اس قصبے کا سب سے بڑا اور اچھے درجے کا ہوٹل ہے

Malik ji www.urdufanz.com

جناب... یہاں ہمیشہ بڑے لوگ ٹھہرتے ہیں۔"

"ایسا ہی لگتا ہے... خیر... آپ ہمیں ہمارے کمروں تک پہنچا دیں... ہم بہت تھکے ہوئے ہیں۔"

"آئیے... پہلے آپ کو کاؤنٹر پر جانا پڑے گا... یہ تو وہی بتائیں گے... کون سے کمرے بک ہیں۔"

"کمروں کے نمبر ہمارے پاس ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"پھر بھی پہلے آپ کو کاؤنٹر پر جانا پڑے گا۔"

"ہم ادائیگی کر چکے ہیں..."

"چابیاں تو کاؤنٹر ہی سے ملیں گی۔" اس نے قدرے ناراض ہو کر کہا۔

"اوہ ہاں! یہ تو ہم بھول ہی گئے... چلیے پھر... دراصل ہم چاہتے تھے... سیدھے اپنے کمروں کی طرف چلے جائیں..."

"ٹھیک ہے... آپ یہیں اپنی گاڑی میں ٹھہریں... کمروں کے نمبر بتائیں... یا ہوٹل کی طرف سے رجسٹریشن سلپ ملی ہو تو وہ دے دیں۔"

"ہاں! سلپ ہے۔"

انہوں نے سلپ اسے دے دی... وہ اندر گیا اور چابیاں لے آیا۔ پھر وہ رہائشی کمروں کی طرف چل پڑے... ان کے لیے کمرہ نمبر 19 اور 20 بک کیے گئے تھے... ملازم انہیں کمروں کے اندر پہنچا کر لوٹ گیا... جانے سے پہلے وہاں کے طریقہ کار کے بارے میں بھی بتایا گیا۔ انہوں نے دروازے اندر سے بند کر لیے۔ اب انسپکٹر جمشید نے صدر صاحب کو فون کیا... ان کی آواز سن کر وہ بولے:

"ہم خیریت سے پہنچ گئے ہیں سر۔"

"بہت خوب جمشید... اللہ کا شکر ہے... تم راستے میں ہی غائب نہیں ہو گئے۔"

"انہوں نے تو غائب کرنے کی کوشش کی تھی سر۔"

"ہوں... خیر..."

"آپ نے یہاں کن صاحب سے بات کی تھی... سب سے پہلے ہم انہی سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں۔" وہ بولے۔

"یہاں کے ڈپٹی کمشنر راجا عباس سے... ہر معاملے کا ذمے دار وہی ہے..."

"شکریہ سر۔"

"جمشید پوری طرح ہوشیار رہنا... میں تم لوگوں کے بارے میں بہت فکرمند ہوں... اگر تم بھی غائب ہو گئے تو مجھے بہت رنج ہوگا۔"

"ان شاءاللہ! ہم غائب نہیں ہوں گے... آپ پریشان نہ ہوں۔"

"اللہ مہربانی فرمائے۔" یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

اب انہوں نے ہوٹل کے ٹیلی فون ایکسچینج سے ڈپٹی کمشنر کے نمبر معلوم کیے... اس کے بعد ان کے نمبر ملائے... دوسری طرف سے کسی ماتحت نے بتایا... صاحب اس وقت مصروف ہیں... بات نہیں کر سکتے... آپ صبح فون کر لیں۔"

"جی نہیں... اسی وقت بات کرنا ہوگی..."

"سوری۔" یہ کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا۔

اب انہوں نے صدر صاحب کے نمبر ملائے... صورت حال

Malik ji www.urdufanz.com

آنکھیں ملائی...

"ایک بات ہے جمشید... میں ہدایات دیتا ہوں اسے... وہ خود تمہیں فون کرے گا... شاہی ہوٹل میں کمروں کے نمبر کیا ہیں؟"

"جی... 20، 19۔"

"او کے۔" وہ بولے۔

انہوں نے فون بند کر دیا... جلد ہی صدر صاحب نے انہیں فون پر بتایا کہ ربیع ہلالی سے ان کی بات ہو گئی ہے، وہ چند منٹ کے اندر تم سے بات کرے گا۔"

"شکریہ سر۔"

پچھ آدھ گھنٹا گزرنے پر بھی ڈپٹی کمشنر نے انہیں فون نہ کیا... اب تو مارے غصے کے ان کا برا حال ہو گیا... انہوں نے ایک بار پھر صدر کو فون کیا... صدر بھی غصے میں آ گئے... دو منٹ بعد وہ بولے...

"جمشید! اگر تین منٹ کے اندر اندر وہ تم سے بات نہ کرے تو پھر تم پوری طرح آزاد ہو... جو جی میں آئے کرو۔"

"او کے... آپ فکر نہ کریں... ہم اب حرکت میں آ رہے ہیں... صرف تین منٹ آپ کے حکم کی وجہ سے رکیں گے۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔"

پھر تین منٹ بھی گزر گئے... فون نہ آیا۔

"آؤ بھئی چلیں... یہاں تو لگتا ہے پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے۔"

جلد ہی وہ ڈپٹی کمشنر ہاؤس کے سامنے پہنچ گئے... [illegible] باوردی پہرے دار موجود تھے... وہ ان کے نزدیک گاڑی لیتے چلے گئے۔

ایسے میں وہ چلا اٹھے

"ٹھہرو... رک جاؤ... ورنہ گولی مار دی جائے گی۔"

انسپکٹر جمشید اس سے پہلے ہی گاڑی روک چکے تھے... وہ لوگ اس سے اتر گئے۔

انہوں نے [illegible] ان دی۔

"ہمارے پاس ملک کے صدر کی طرف سے ڈپٹی کمشنر ربیع ہلالی صاحب کے نام پیغام ہے... آپ فوراً انہیں اطلاع دیں۔"

"اس کا خیال تک [illegible] ایک تو ضرور اندر کی طرف دوڑ لگا دیتا... لیکن ان کا حیاں بالکل [illegible] ان کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹ دوڑ گئی... ایک نے کہا:

"پیغام ہمیں دے دیں ہم اندر پہنچا دیتے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے آگے ہاتھ ان کی طرف بڑھایا۔

"نہیں! ہمیں ہدایات ہیں... پیغام ہم خود ان کے ہاتھ میں دیں گے... آپ بس انہیں پیغام پہنچا دیں۔"

"اور ہمیں ان کی ہدایات ہیں کہ وہ کسی سے ملاقات نہیں کریں گے۔"

"او کے... اب جو ہوگا... اس کی ذمے داری آپ پر ہوگی۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" دونوں تیز آواز میں بولے۔

"اسے ڈپٹی کمشنر صاحب... آپ کی کوئی بات اب غلط سامنے نہیں آئی۔" انسپکٹر جمشید نے سرسری انداز میں کہا۔

Malik ji www.urdufanz.com

[illegible] نے ان دونوں کے پیروں کے پاس [illegible] ایک چھناکا ہوا... [illegible] دوسرے ہی لمحے وہ زمین پر [illegible]... انہوں نے [illegible] پستول [illegible] کر لیا۔ ساتھ ہی محمود اور فاروق نے [illegible] کی طرح [illegible] دوڑی سے [illegible] اب وہ اندر داخل ہوئے... سامنے سے ایک ملازم بھاگتا ہوا چلا آ رہا تھا... وہ انہیں دیکھ کر [illegible] بولے:

"راجہ صاحب [illegible]"

"اس طرف [illegible]"

وہ فوراً [illegible] تیز تیز قدم اٹھانے لگے...

ادھر اس ملازم کا رخ دروازے کی طرف ہو گیا... غالباً اسے حیرت ہوئی تھی کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کے ساتھ کوئی گیٹ کیپر کیوں نہیں ہے... رسیوں سے باندھنے کے بعد وہ ان [illegible] کوٹھی کی دیوار کے ساتھ لگا آئے تھے... اور اس وقت شام کے سائے پھیل چکے تھے... جلد ہی انہوں نے اس ملازم کو اپنی طرف دوڑ کر آتے دیکھا... ساتھ ہی وہ پکارا:

"ارے خبردار... ٹھہر جاؤ۔"

"پروفیسر صاحب... ایک چھلانگ اس کی طرف بھی۔"

"یار جمشید... کہیں ہڈیاں ختم نہ ہو جائیں۔"

"اللہ مالک ہے... آپ اور بنا لیجیے گا۔"

"ہائیں... اب بادشاہ سلامت ہڈیاں بنائیں گے۔" پروفیسر داؤد نے آنکھیں نکالیں۔

اور وہ ہنسنے لگے... اتنی دیر میں پروفیسر داؤد ایک چھلانگ تیسرے ملازم کی طرف اچھال چکے تھے... وہ بھی فوراً لمبا لیٹا نظر آیا۔ اب وہ ایک

کمرے کے دروازے تک پہنچ چکے تھے۔ دروازہ بند تھا... محمود نے دباؤ ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا... وہ یک دم اندر داخل ہو گئے... کوئی نئی طرح چلایا:

"یہ کیا بدتمیزی ہے..."

انہوں نے ایک لمبے قد کے مضبوط جسم والے شخص کو آرام کرسی میں نیم دراز دیکھا... اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا اور وہ تن کر بیٹھ گیا تھا۔

"راجہ برلاس؟" انسپکٹر جمشید نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں! میرا ہی نام راجہ برلاس ہے... لیکن تم لوگوں کو اس طرح بغیر اجازت اندر داخل ہونا بہت مہنگا پڑے گا۔"

"کوئی پروا نہیں... ہم لوگ کوئی غریب لوگ نہیں ہیں۔"

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔"

اچانک انہوں نے کسی کی آواز سنی...

☆☆☆☆☆

Malik ji www.urdufanz.com

بابابا

انہوں نے دیکھا... وہ چھوٹے سے قد کا دبلا پتلا اور بالکل بے ضرر سا آدمی تھا... اس کی آنکھوں میں البتہ ایک شریر سی چمک تھی... یوں لگتا تھا جیسے وہ شریر انداز میں مسکرا رہا ہو... اس کا سر بالکل گول تھا۔ اس قدر گول سر انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا... سر پر کوئی بال نہیں تھا... آنکھیں بھی بالکل گول تھیں... بس اسے دیکھ کر الّو کا خیال آتا تھا... وہ اس کمرے کے اندر والے کمرے میں کھلنے والے دروازے میں کھڑا تھا... گویا ابھی تک اجازت کے انتظار میں تھا۔

"اوہ... مسٹر گوگی... آئیے آئیے... آپ جاگ گئے..."

"ابھی ابھی ان حضرات کی آواز سے میری آنکھ کھلی ہے... ورنہ میں تو گہری نیند سو رہا تھا... یہ کون حضرات ہیں۔"

"مجھے نہیں معلوم مسٹر گوگی... یہ لوگ اچانک آ گھسے ہیں... جانے چوکیداروں نے انہیں کیوں نہیں روکا... ان سے پوچھتا ہوں۔" اس نے گھنٹی کا بٹن دبا دیا... فوراً ہی دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی اور ایک ملازم اندر داخل

ہوا۔

"یس سر۔" اس نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"سور کے بچے... یہ لوگ اندر کیسے آ گئے۔"

"سر! آپ تو چوکیداروں سے پوچھیے۔"

"جاؤ... انہیں بلا کر لے آؤ۔"

"یس سر۔" اس نے کہا اور ایڑیوں پر گھوم گیا... اس کے باہر جاتے ہی گوگی بولا:

"تو آپ انہی سے پوچھ لیں نا... یہ اندر کیسے آ گئے... یہ ہیں کون حضرات... ہاں بھئی... آپ ذرا خود ہی بتا دیں۔"

"چوکیداروں نے ہمیں اندر نہیں آنے دیا... ہم نے انہیں سبق سکھا دیا..." انسپکٹر جمشید سرد اور خشک لہجے میں بولے۔

"واہ واہ... راجہ صاحب... آپ نے سنا... ان لوگوں نے آپ کے چوکیداروں کو سبق سکھا دیا... خوب خوب... وہ ہیں ہی اس قابل... انہیں سبق سکھانا ہی چاہیے تھا... خیر... دفع کریں... آپ لوگ یہ بتائیں... آئے کیسے؟"

"پہلے تو آپ بتائیں... آپ کون ہیں... ہم راجہ صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں نہ کہ آپ سے..."

"میں... میں تو بس ان کا دوست ہوں... ان کا مہمان ہوں... ساتھ والے کمرے میں سو رہا تھا... آپ لوگوں کی آواز سن کر جاگ گیا... اس میں میرا کیا قصور۔"

"اچھا آپ ذرا خاموش رہیں... اور ہمیں ان سے بات کرنے

Malik ji www.urdufanz.com

دیں... راجہ صاحب آپ کو صدر صاحب نے حکم دیا تھا کہ شاہی خاندان کے بچے لوگوں کو شہر کے دروازے پر روکا گیا ہے... آپ ان کی تلاشی نہ لینے کا حکم دیں... آپ نے یہ حکم کیوں نہیں دیا..."

"تو آپ وہ لوگ ہیں۔"

ایسے میں وہی ملازم حیرت زدہ سا اندر داخل ہوا:

"سر... سر... دو دوستوں اور ساٹو خان بے ہوش پڑے ہیں۔"

"کیا!!!" راجہ بدلاس چلا اٹھا۔

"یہ کام ان لوگوں نے دکھایا ہوگا... ابھی کہہ تو رہے تھے، ہم نے انھیں سبق سکھا دیا۔" کوئی نے چبا کر کہا۔

"ٹھیک ہے... راجہ صاحب... آپ اپنے مہمان سے کہیں... یہ خاموشی اختیار کریں... ہم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں انھیں نہیں روک سکتا، یہ میرے بہت معزز مہمان ہیں... مجھے آپ۔" راجہ بدلاس نے آنکھیں نکالیں، پھر چونک کر بولا:

"اور یہ کیا... آپ نے میرے آدمیوں کو بے ہوش کیا... آپ لوگوں کی یہ جرأت... میں بتاتا ہوں... آپ کو۔"

یہ کہہ کر اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور اس پر صرف ایک نمبر ڈائل کر کے ریسیور رکھ دیا۔

"اگر آپ نے پولیس کو فون کیا... تو اس کے آنے میں کچھ دیر تو لگے گی... لہٰذا اتنی دیر میں آپ ہمارے سوال کا جواب دیں۔"

"وہ کیسی... شش... وہ تو قدموں کی آواز آ رہی ہے۔"

راجہ ہنسا۔

"ہاہاہا..." کوئی نے بچوں کی طرح تالیاں بجا دیں۔

"آپ کے یہ مہمان عجیب ہیں... بہت عجیب۔" انسپکٹر جمشید نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

ان کے ساتھی یک دم پریشان ہو گئے... کیونکہ ان کا یہ جملہ ان کے لیے پریشان کن تھا... تاہم وہ خاموش رہے۔

"ہاں! یہ عجیب ہیں... بہت عجیب... لیکن ابھی آپ کو ان کے عجیب پن کا تجربہ کہاں ہوا ہے... جب تجربہ ہوگا... پھر پتا چلے گا... یہ کتنے عجیب ہیں۔"

"ہاہاہا۔" کوئی پھر بچوں کی طرح ہنسا...

انسپکٹر جمشید کا رنگ زرد پڑ گیا... ان کی پیشانی پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے... اس وقت ایک پولیس آفیسر چار ماتحتوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ پہلے تو اس نے راجہ کو سلوٹ کیا... پھر بولا:

"کیا حکم ہے سر۔"

"ان لوگوں کو گرفتار کر لیں... یہ غیر قانونی طور پر اندر داخل ہوئے ہیں... انھوں نے میرے تین ملازموں کو بے ہوش کیا ہے..."

"جی ہاں! اسی لیے تو آئے ہیں... وہ باہر پڑے ہیں۔"

"بس تو پھر ان کے خلاف تو کیس بہت مضبوط بن گیا۔"

"اس میں کیا شک ہے سر۔"

یہ کہہ کر پولیس آفیسر نے اپنے ماتحتوں کو اشارہ کیا۔

"گرفتار کر لو انھیں۔"

"جی نہیں... ہم یہاں اپنے ملک کے صدر کے حکم سے داخل ہوئے

Malik ji www.urdufanz.com

ہیں... لہٰذا آپ ہمیں گرفتار نہیں کر سکتے۔"

"کیا مطلب؟" پولیس آفیسر چونکا۔

"یہ رہا صدر صاحب کا حکم۔"

انہوں نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر پولیس آفیسر کے آگے کر دیا۔ اس نے اس حکم کو پڑھا... پھر راجہ صاحب سے بولا:

"یہ ٹھیک ہے راجہ صاحب... ان کے پاس صدر صاحب کا حکم ہے... لیکن ہم تو آپ کے ماتحت ہیں... آپ جو حکم دیں گے، ہم اس کی تعمیل کریں گے۔"

"تم انہیں لے جاؤ۔" اس نے ہاتھ ہلا کر حقارت آمیز انداز میں کہا۔

"چلو۔" پولیس آفیسر بولا۔

"چلیے۔" انسپکٹر جمشید نے مرے مرے انداز میں کہا اور کمرے سے باہر نکلنے کے لیے گھوم گئے... اس وقت گوری پھر ہنسا۔

"ہاہاہا... ہاہاہا۔"

اور وہ باہر نکل آئے... مارے حیرت کے ان کا برا حال تھا... باہر نکل کر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھے۔

"اس میں نہیں... آپ کو پولیس کی گاڑی میں بیٹھنا ہے۔"

"اور ہماری گاڑی۔"

"آپ کی گاڑی کو میرا ماتحت پولیس اسٹیشن لائے گا۔"

"اچھی بات ہے... لیکن خیال رہے... گاڑی بہت قیمتی ہے... اگر اسے کوئی نقصان پہنچا تو آپ جواب دہ ہوں گے۔"

"میں جواب دے لوں گا... یہاں حکومت ہماری ہے... آپ نے دیکھا نہیں... صدر صاحب کا حکم بھی راجہ صاحب نے نہیں مانا۔"

"ہاں! دیکھا... لیکن ابھی آپ کو بہت کچھ دیکھنا ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔ اب ان کی وہ حالت نہیں رہی تھی... جو راجہ بروس کے کمرے میں گوری سے بات کرتے وقت نظر آئی تھی۔

"اوہ کوئی بات نہیں۔" وہ مسکرایا۔

"آپ کا نام۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"میرا نام جان کر بھی آپ میرے خلاف کچھ نہیں کر سکیں گے... اب میں آپ کو کچھ کرنے کے قابل چھوڑوں گا ہی نہیں... ویسے میرا نام فاخر راٹھے ہے۔"

"اچھی بات ہے مسٹر فاخر راٹھے... اب اپنے ہر فعل کے ذمے دار آپ خود ہوں گے۔"

"اور کیا... میں آپ کو ذمے دار ٹھہراؤں گا۔" وہ ہنسا۔

اور پھر وہ پولیس اسٹیشن پہنچ گئے... گاڑی سے اترتے ہی راٹھے نے چلا کر کہا:

"اوکے... لے چلو انہیں پھانسی گھاٹ۔"

"کیا کہا... پھانسی گھاٹ۔"

"ہاں اور کیا... تم سب کو پھانسی دینے کا حکم بھی تو دیا ہے راجہ صاحب نے۔ پہلے بھی [illegible] ان کی پھانسی کا تماشا دیکھ... [illegible] کر یا تحین کر دیے تھے..."

"میکر یوبی۔" خان رحمان گھبرا کر بولے۔

Malik ji www.urdufanz.com

"جہاں پناہ۔" انسپکٹر جمشید فوراً بولے۔

"یہ... یہ تو پھانسی دینے لگے ہیں۔"

"آپ... آپ کیا چاہتے ہیں جہاں پناہ۔"

"حد ہو گئی... اب میں یہ بھی بتاؤں کہ میں کیا چاہتا ہوں..."

"اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ ہمیں پھانسی نہ دیں تو انہیں ہیرے دے دیں۔"

"ہیرے۔"

ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا...

"ہاں ہیرے... ہیرے لے لو... ہمیں پھانسی نہ دو... دراصل ہمیں پھانسی کی موت سے بہت ڈر لگتا ہے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"ہم ہوٹل شاہی میں ٹھہرے ہوئے ہیں... کمرہ نمبر 19، 20 میں... وہیں ہمارا سامان موجود ہے... اس سامان میں ہیرے موجود ہیں۔"

"تم نے سنا... جاؤ... وہاں سے ان کا سامان لے آؤ... اب ہیرے بھی ہمارے ہیں اور پھانسی تو ہے ہی ان کے لیے۔"

"حد ہو گئی... ہیرے بھی ہاتھ سے گئے... اور پھانسی سے بھی نہ بچے... یہ کیا ہوا انکل جیری۔"

"جہاں پناہ یہ لوگ تو قدم قدم پر گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہے ہیں... اب ہمارے پاس دو ہی راستے ہیں... ایک تو یہ کہ یہ چپ چاپ پھانسی پا جائیں..."

"اور دوسرا راستہ۔"

"دوسرا راستہ یاد نہیں آ رہا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"حد ہو گئی تمہاری... یہ بھی کوئی بھولنے کی بات ہے... وزیر باتدبیر... آپ بتائیں... دوسرا راستہ کون سا ہے۔" خان رحمان نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"دوسرا راستہ یہ ہے کہ ہم انہیں اس قابل نہ چھوڑیں کہ یہ ہمیں پھانسی دے سکیں۔"

"واہ... واہ... یہ ہوا نا بہترین راستہ... تو پھر پیارے وزیر صاحب! آپ اس تدبیر پر عمل کیوں نہیں کر لیتے۔"

"آپ کی اجازت کی ضرورت تھی... یہ لیجیے جہاں پناہ... اپنے وزیر باتدبیر کی تدبیر دیکھیے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے اپنا دایاں پاؤں زور سے زمین پر دے مارا۔ ہر طرف سفید دھواں پھیل گیا... اور سب لوگ گرتے چلے گئے... البتہ انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی دھوئیں سے بے ہوش نہ ہوئے... کیونکہ وہ پہلے ہی سانس روک چکے تھے اور دھواں پھیلتے ہی ادھر ادھر ہو چکے تھے...

"اب آؤ دیکھو نہ تاؤ... نکل چلو۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

ان کی گاڑی بھی ساتھ ہی لائی گئی تھی... لہٰذا وہ اس پر سوار ہوئے اور نکل بھاگے... انہوں نے دیکھا... دور تک ان کے پیچھے کوئی گاڑی نہیں تھی...

"ہوٹل چلنا ہے اب ہم کو یا نہیں۔"

"پہلے آپ فکر نہ کریں صاحب... یہ لوگ کافی دیر تک ہوٹل میں آ نہیں سکیں گے۔"

Malik ji www.urdufanz.com

"کم از کم دو گھنٹے بعد۔" انھوں نے جواب دیا...

"بس تو پھر پہلے ہم اپنے ہوٹل جائیں گے... وہاں سے اپنی ضروری چیزیں لیں گے اور کسی اور ہوٹل میں ڈیرہ ڈالیں گے..."

"کسی اور ہوٹل میں کیوں... ابا جان... اب ہم اس میک اپ میں تو یہاں آسانی سے رہ نہیں سکیں گے... لہٰذا اس میک اپ سے نجات حاصل کر لیں... اس صورت میں ہم وہیں رہ سکتے ہیں۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن بھئی... وہاں ہم اور کمرے کہاں سے لائیں گے... اور راجہ کے آدمی سیدھے ان کمروں پر چڑھائی کریں گے... لہٰذا پہلے کسی اور ہوٹل میں کمرے حاصل کر لیں گے... پھر واپس شاہی ہوٹل میں آئیں گے... اور ہوٹل کے ہال میں بیٹھ کر شاندار سا کھانا کھائیں گے... ایسے میں راجہ صاحب کے آدمی اندر داخل ہوں گے لیکن ہم اپنے حلیے تبدیل کر چکے ہوں گے... اس لیے وہ ہمارے پاس سے گزر کر ہمارے کمروں کی طرف جائیں گے... واہ... کتنا مزہ آئے گا۔"

"خوب... خوب..." پروفیسر داؤد بچوں کی طرح خوش ہو کر بولے۔

اور پھر واقعی دو گھنٹے بعد وہ شاہی ہوٹل کے ہال میں کھانا کھا رہے تھے... ایسے میں ہوٹل کے باہر پولیس کی گاڑیوں کا شور گونج اٹھا...

☆☆☆☆☆☆

سرخی

"لو آ گئے... ہمیں پکڑنے کے لیے۔" انسپکٹر جمشید دبی آواز میں بولے... ساتھ ہی مسکرائے۔

"ابھی تک یہ چکر سمجھ میں نہیں آیا۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"تیل دیکھو... تیل کی دھار دیکھو... اب یہ پورے قصبے میں ہمیں تلاش کریں گے... لیکن ہم انہیں قصبے میں کہیں بھی نظر نہیں آئیں گے..."

"آخر یہاں ہو کیا رہا ہے۔"

ایسے میں باہر سے اناؤنس کیا گیا

"توجہ فرمائیے... پولیس ہوٹل [illegible] نے بھیجی ہے... یہاں کچھ مجرم داخل ہوئے ہیں... ہمیں ان لوگوں کو گرفتار کرنا ہے... سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں... کسی کو کچھ نہیں کہا جائے گا... ہم ان لوگوں کو گرفتار کر لیں گے... اور ان لوگوں کو ہم پہچانتے ہیں... [illegible] ان کے کمروں کے نمبر بھی معلوم ہیں، لہٰذا کسی کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... اب ہمیں اندر داخل ہونے کی اجازت ہے۔" یہ الفاظ نشر کیے گئے۔

Malik ji www.urdufanz.com

ہال میں بیٹھے بہت سے لوگ بھی جیتے تھے... پھر پولیس سیڑھی
ان کے کمروں کی طرف گئی... جلد ہی پھر اعلان کیا گیا:

"وہ اپنے کمروں میں نہیں ہیں... ان کا سامان ضرور موجود ہے...
اب ہمیں پورے ہوٹل کی تلاشی لینا ہوگی... ضرور وہ کسی کمرے میں چھپے ہیں...
لیکن وہ بچ کر نہیں جا سکتے... اس لیے کہ ہوٹل کو پوری طرح گھیرے میں لیا جا چکا
ہے..."

اس کے بعد بہت دیر تک پولیس کی بھاگ دوڑ کے مناظر انہیں
نظر آتے رہے... وہ دل ہی دل میں مسکراتے رہے... آخر ایک گھنٹے بعد اعلان
کیا گیا:

"ہمیں افسوس ہے... وہ لوگ نہیں ملے... اس کا مطلب ہے... وہ
ہمارے یہاں آنے سے پہلے ہی جا چکے ہیں... خیر کوئی بات نہیں... جائیں گے
کہاں... ہم نے پورے شہر کو پہلے ہی سیل کر رکھا ہے۔"

پھر پولیس چلی گئی... البتہ چند پولیس والے ہوٹل کے باہر
موجود رہے... شاید ان کی وہاں ڈیوٹی لگائی گئی تھی... انہوں نے سکون اور
اطمینان سے کھانا کھایا اور پھر باہر نکل آئے... پولیس والوں کی طرف انہوں
نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا... دوسرے ہوٹل سے کرائے کی گاڑی وہ پہلے ہی
حاصل کر چکے تھے... گاڑی میں بیٹھ کر وہ اپنے ہوٹل پہنچے... انہیں وہاں ہر
طرح خیریت نظر آئی... لیکن ابھی وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئے ہی تھے...
کہ دروازے پر زوردار انداز میں دستک ہوئی... وہ چونک اٹھے... پھر انسپکٹر
جمشید اٹھ کر دروازے پر چلے گئے... انہوں نے بے دھڑک انداز میں دروازہ
کھول دیا... باہر ایک پولیس آفیسر اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ موجود تھا۔

"فرمایئے؟"

"آپ آج ہی یہاں آئے ہیں۔"

"جی ہاں۔"

"اور آپ کی تعداد چھ ہے۔"

"جی ہاں۔"

"خوب خوب... آپ تین مرد، دو لڑکے اور ایک لڑکی ہیں۔"

"بالکل ہیں... لیکن آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"اب تو بیٹھ کر بات کرنا ہوگی۔" اس نے کہا اور اندر آ گیا۔ اس کے
ماتحت بھی اندر آ گئے۔

"تشریف رکھیے۔"

وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے...

"آج شہر میں داخل ہونے والے لوگوں کی تمام تر تفصیلات ہم نے
حاصل کر لی ہیں... کسی گاڑی میں چھ آدمی آپ لوگوں کی شکل صورت کے
مطابق نہیں آئے۔" اس نے سرد آواز میں کہا۔

اب انہیں احساس ہوا... یہ لوگ عقل سے پیدل نہیں تھے...
سب سے پہلے انہوں نے معلومات حاصل کی تھیں اور پھر ان کی تلاش شروع کی
تھی... انہوں نے تمام ہوٹلوں سے آج کے دن کمرے حاصل کرنے والوں کی
تفصیلات بھی حاصل کی تھیں... یہی وجہ تھی کہ وہ اس وقت ان کے پاس موجود
تھے اور انسپکٹر جمشید کا اطمینان جا رہا تھا... اسے ان پر پوری طرح شک ہے۔
انہوں نے ان کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھا تھا... اور ان کے سوال کا
جواب ان کے پاس تھا نہیں... کیونکہ ان کی معلومات مکمل تھیں... اور ان کا ہر

Malik ji www.urdufanz.com

غلط جواب انہیں مشکل ہی میں ڈالنے والا تھا... آخر انہوں نے کہا۔

"آپ جن لوگوں کی تلاش میں ہیں... وہ ہم ہی ہیں۔"

"کیا!!!" وہ بری طرح اچھلے... شاید اس صاف اور سیدھے جواب کی انہیں ایک فیصد بھی امید نہیں تھی... ان کے پستول ان کی طرف تن گئے...

"اچھے... آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہے... چپ چاپ ہتھکڑیاں پہن لیجیے۔"

انہوں نے ہاتھ آگے بڑھا دیے... پھر باہر آ کر پولیس کی گاڑی میں بیٹھ گئے... یہ بند گاڑی تھی... دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا گیا اور گاڑی چل پڑی... پھر گاڑی رکی اور پچھلا دروازہ کھولا گیا... وہ گاڑی سے اترے تو انہوں نے خود کو ایک بہت طویل کمرے میں پایا... انہوں نے اس قدر لمبا کمرہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا... اس کا دوسرا سرا نظر ہی نہیں آ رہا تھا... تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا... اور وہ پولیس والے بھی نظر نہیں آ رہے تھے... البتہ وردیوں والے افراد وہاں موجود تھے... ان سب کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں تھیں اور ہر کسی کی طرح کا اسلحہ ان کے پاس موجود تھا... ان کے جسموں پر جو وردیاں تھیں... وہ کم از کم ان سے فٹ کی تو نہیں تھیں... ان کے علاوہ وہاں راجہ برلاس موجود تھا... ایسے میں بھاری قدموں کی آواز سنائی دی... آواز تاریک سرے کی طرف سے آئی تھی... ان کے رخ بھی اسی طرف ہو گئے... کوئی تاریکی میں بہت دور سے چلا آ رہا...

"سر آ گئے۔" راجہ برلاس اور باقی لوگوں کے منہ سے نکلا۔

انہیں بہت حیرت ہوئی... آخر یہ کتنا بڑا کمرہ تھا... جس کا

دوسرا سرا نظر نہیں آ رہا تھا اور تاریکی سے آنے والے کے قدموں کی آواز بہت دور سے سنائی دینے لگی تھی... پھر قدموں کی آواز نزدیک آ گئی... اور تاریکی سے نکل کر ایک لمبے قد کا چوڑا چکلا آدمی ان کے سامنے آ گیا... راجہ برلاس اور وردی والے فوراً سلوٹ مارنے کی پوزیشن میں آ گئے... تن کر کھڑے ہو گئے۔

"ان کی پوری کہانی کیا ہے۔" آنے والے کی آواز اس عجیب کمرے میں گونجی... گونج کی وجہ سے ماحول عجیب سا تھا۔

"میں بتاتا ہوں سر۔" راجہ برلاس نے کہا۔

اور پھر اس نے ڈاک بنگلے سے لے کر اس وقت تک کی تفصیلات سنا دیں... لمبا آدمی خاموش کھڑا غور سے سنتا رہا۔

"تو پہلے یہ لوگ شاہی لباس میں تھے۔"

"یس سر۔"

"خوب! انہوں نے اس قدر جلد اپنے حلیے کس طرح تبدیل کر لیے۔"

"اس پر تو ہمیں بھی حیرت ہے۔"

"لیکن؟" لمبے آدمی کی آواز اور بلند ہو گئی۔

"لیکن کیا سر؟"

"یہ اس وقت بھی میک اپ میں ہیں... اپنے اصل حلیے میں نہیں ہیں۔"

"اوہ اوہ۔" مارے حیرت کے وہ سب بول اٹھے۔

"پہلے ان کے اصل چہرے دیکھتے ہیں... ڈاکٹر سرلاس۔" وہ پکارا۔

"یس سر... اندھیرے میں سے کسی نے کہا۔

Malik ji www.urdufanz.com

"آگے آ جائیں... اور ان کے چہروں سے میک اپ اتار دیں۔"

"یہ کام ہم خود کر دیتے ہیں... اپنے ڈاکٹر کو تکلیف نہ دیں۔" انسپکٹر جمشید نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"بہت خوب! یہ تو کچھ زیادہ ہی شریف لوگ ہیں... چلیے پھر اتار دیں میک اپ۔"

اس وقت تک ڈاکٹر کے لباس میں ایک شخص اندھیرے سے نکل کر ان تک آ چکا تھا... وہ درمیانے قد کا گول مٹول سا آدمی تھا... لیکن اس کے چہرے سے بہت زیادہ چالاکی ٹپک رہی تھی۔ وہ گولی تھا۔

انہوں نے اپنے میک اپ اتار دیے...

"دیکھا! میرا اندازہ درست تھا نا۔" وہ چہکا۔

"بالکل سر۔" ڈاکٹر بولا۔

"کیا مطلب؟"

"میں نے ڈاکٹر سرلاس سے کہا تھا کہ یہ لوگ ضرور انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی ہیں... سو وہی بات ہوئی..."

"نن... نہیں۔" راجہ سرلاس کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا۔

"اس قسم کے کام بھی لوگ کرتے ہیں... خیر اچھا ہی ہو گیا... یہ لوگ ہمارے قابو میں آ گئے... اس قصبے میں کیا ہو رہا ہے... اب حکومت کے لیے یہ جاننا ممکن نہیں رہے گا۔"

"یہاں آپ غلط ہیں۔" انسپکٹر جمشید پرسکون آواز میں بولے۔

"کیا مطلب... میں نے کیا غلط بات کر دی؟"

"ہمارے علاوہ اس ملک میں انسپکٹر کامران مرزا بھی ہیں... شوکی

برادرز بھی ہیں... ہماری گمشدگی کی خبر انہیں اس قصبے میں ضرور لائے گی... کیونکہ یہ بات ملک کے صدر صاحب کو معلوم ہے کہ ہم یہاں آئے ہوئے ہیں اور اس کے گواہ خود آپ ہیں راجہ صاحب۔"

"کیا مطلب..." گولی کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"انہیں کس طرح معلوم ہے یہ بات۔" سرلاس نے منہ بنایا۔

"شہر میں داخل ہوتے وقت جب ان کی تلاشی لی جانے لگی تو یہ اڑ گئے... صدر صاحب نے مجھے فون کیا کہ ان لوگوں کی تلاشی نہ لی جائے... میں نے ان سے کہہ دیا کہ جی بہتر... لیکن انہیں تلاشی کے بغیر پھر بھی اندر داخل نہ ہونے دیا... مطلب یہ کہ یہ بات درست ہے... صدر صاحب کو معلوم ہے کہ یہ لوگ قصبے میں ہیں... لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔"

"ہاں واقعی اس سے کیا ہوتا ہے... تم کہہ دینا... وہ اچانک غائب ہو گئے... پھر جب یہاں انسپکٹر کامران مرزا آ گئے تو ہم انہیں بھی دیکھ لیں گے... پھر ان کے بعد شوکی برادرز آئیں گے تو انہیں بھی دیکھ لیا جائے گا... کیا خیال ہے... اب ہم ان لوگوں کو لے جائیں۔" سر نے کہا۔

"بالکل سر... اور کیا ہمیں ان کا اچار ڈالنا ہے۔" راجہ چہکا۔

"آ جاؤ بھئی... تاریکی سے روشنی کی طرف... تاکہ انہیں روشنی سے تاریکی میں لے جا سکو۔" سر نے پکار کر کہا۔

اور پھر وہاں بہت سے قدموں کی گونج سنائی دینے لگی... مارے حیرت کے ان کا برا حال تھا... اب انہیں اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ لوگ... کس خیال کر رہے تھے... وہ تو وہ نہیں... ... واسطہ تھا... جس سے کچھ لوگ چلے آ رہے تھے... اور پھر تاریکی سے نکل کر وہ روشنی میں آنے والے

Malik ji www.urdufanz.com

لوگ انہیں نظر آ گئے... وہ فوجی تھے... شارجستان کے فوجی... اسلحے سے پوری طرح لیس... اور بھاری تعداد میں... اب ظاہر ہے... اتنے لوگوں کی موجودگی میں وہ کیا کر سکتے تھے۔ پروفیسر داؤد اپنے کسی ہتھیار سے کچھ لوگوں کو بے ہوش کر دیتے... تب بھی اس تاریکی میں سے اور نکل کر آگے آ جاتے...

"یہ... یہ سب کیا چکر ہے جمشید۔"

"اس چکر کو جاننے کے لیے ہی تو میں نے چکر چلایا ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرا دیے۔

"تم نے چکر چلایا ہے... یا تم ہمارے چکر میں آ گئے ہو؟" راجہ ہنسا۔

"ان لوگوں نے اپنے ملک سے یہ سرنگ نکالی ہے... اس سرنگ کے ذریعے یہ اپنا کام کر رہے ہیں..."

"اپنا کام... وہ کیا؟"

"اس قصبے کے ذریعے ہمارے ملک کے اہم اور قیمتی لوگوں کو غائب کرنے کا کام ہے ان کے ذمے... اپنے ایجنٹوں کے ذریعے کسی نہ کسی بہانے ایسے لوگوں کو سیکورٹی گڑھ کی سیر پر اکسایا جاتا ہے... جب وہ چل پڑتے ہیں تو انہیں ڈاک بنگلے میں ٹھہرنے پر مجبور کیا جاتا ہے... تاکہ وہاں انہیں روک کر آگے اطلاع دی جائے کہ شکار جال کی طرف آ رہا ہے... اب یا تو ڈاک بنگلے سے غائب کر دیا جاتا ہے... یا سیکورٹی گڑھ میں پہنچنے کے بعد یہ اپنا کام کرتے ہیں... جس طرح اب یہ ہمیں غائب کر دینا چاہتے ہیں۔"

"لیکن ابا جان! یہ راجہ برلاس کو کیا ہوا... یہ تو ہندو نہیں ہے۔"

"مسلمان قوم اس مسئلے سے ہمیشہ دوچار چلی آ رہی ہے... اسے

جب بھی نقصان پہنچا... غداروں کے ذریعے پہنچا... بڑے بڑے بہادر غداروں کی غداری کے سبب شکست کھا کر موت کے منہ میں چلے گئے... ان لوگوں نے سلطان ٹیپو جیسے بہادر کو غداروں کے ذریعے شکست دی... ان سے بھی پہلے خوارزم شاہ جیسے بہادروں کو شکست ہو گئی تھی... ایسی اور بھی بے شمار مثالیں ہیں... مسلمانوں میں غدار ہمیشہ پیدا ہوتے رہے اور ان کی وجہ سے اسلام کو اتنا نقصان پہنچا کہ بیان سے باہر ہے... راجہ برلاس تو ہے کس گنتی کی سوالی... لیکن ہندوؤں نے اسے بھی پٹی پڑھائی... اپنے سانچے میں ڈھال لیا یا یوں کہہ لیں کہ شیشے میں اتار لیا اور یہ مکمل طور پر ان کی گود میں جا گرا... نتیجہ یہ کہ پورا قصبہ ایک طرح سے ہماری حکومت سے کٹ گیا... اور یہاں ان لوگوں کی من مانی ہونے لگی... بہت خاص خاص کچھ لوگ جب یہاں آ کر غائب ہو گئے تو ملک میں بے چینی پھیلنے لگی... ذہنوں میں سوال ابھرنے لگا کہ آخر اس قصبے میں ہو کیا رہا ہے... آخر یہ باتیں اوپر کے حلقوں میں پہنچ گئیں... صدر صاحب نے ایک میٹنگ بلائی... اس میں مجھے بھی بلایا گیا... اس طرح یہ معاملہ میرے سپرد کیا گیا... نتیجے کے طور پر ہم یہاں موجود ہیں... اگر ہم خود کو ان کے حوالے نہ کرتے تو کبھی اس سرنگ تک نہ پہنچتے اور ہمیں یہ پتا نہ چلتا کہ اصل سازش پڑوسی ملک کی ہے... اس نے آلۂ کار بنا رکھا ہے راجہ برلاس کو... ظاہر ہے۔ راجہ صاحب کی یہ لوگ خوب خدمت کرتے ہوں گے... بڑی بڑی رقمیں... بڑے تحائف... اور یہ لالچ بھی دیتے ہوں گے کہ اب اس ملک پر یا اس ملک کے بعض حصوں پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا تب ہم اس حصے کا حکمران آپ کو بنا دیں گے... یہ ہیں وہ لالچ جو راجہ صاحب جیسوں کو پاگل بنا دیتے ہیں... افسوس راجہ صاحب... آپ یہ کھیل ہار گئے... آپ کے ہاتھ سوائے پھانسی کے اور

Malik ji www.urdufanz.com

کچھ بھی نہیں آئے گا۔"

"انسپکٹر جمشید! شاید تمہارا دماغ چل گیا ہے... ہم تمہارے قبضے میں نہیں... تم ہمارے قبضے میں ہو۔"

"ہاں! ظاہر میں ضرور ایسا ہی ہے... لیکن حقیقت میں یہ بات نہیں ہے۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"میں بتاتا ہوں... ہم نے اس منصوبے پر عمل بہت پہلے شروع کر دیا تھا... یہاں آنے سے پہلے ہم نے اپنے آدمی یہاں بھیجنے شروع کر دیے تھے۔"

"کیا مطلب؟"

وہ سب ایک ساتھ بولے۔

☆☆☆☆☆

منصوبہ

"جی ہاں! ہم ایسے ہی منہ اٹھا کر منگوری ٹاؤن نہیں چلے آئے... صدر صاحب کے ساتھ جو میٹنگ ہوئی تھی... اس میں میں شریک تھا... ہمارے سامنے سب سے پہلا سوال ہی یہ تھا کہ آخر ہمارے ملک کے بعض اہم ترین لوگ منگوری ٹاؤن جا کر غائب کیوں ہو جاتے ہیں... اور یہ کہ جب ہم وہاں جائیں گے تو وہ لوگ ہمیں بھی غائب نہیں کر دیں گے... اب دیکھ لیں... اگر ہم انتظام کیے بغیر چل پڑتے تو اس وقت غائب ہو گئے تھے یا نہیں۔" یہاں تک کہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

"لیکن ہمیں تو یہاں کوئی انتظامات نظر نہیں آ رہے... آخر وہ انتظامات کیا تھے جو آپ کر کے چلے تھے۔" راجہ برلاس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"صدر صاحب کی میٹنگ میں میں نے تجویز پیش کی کہ پہلے ہم اپنے خفیہ کارکن منگوری گڑھ بھیجیں گے... اور وہ عام لوگوں کے روپ میں ہوں گے... مزدوروں کے روپ میں، سبزی اور پھل وغیرہ لے جانے والوں کے روپ میں، تجارت کی دوسری چیزیں جو منگوری گڑھ میں لے جائی جاتی ہیں، ان کو لے جانے والوں کے روپ میں دوسرے کاری گروں کے روپ میں

Malik ji www.urdufanz.com

ہمارے کارکن میگوری گڑھ میں جائیں گے اور جب تک ہم نہیں آئیں گے... وہ اسی قسم کے لوگوں کے ساتھ رہیں گے، اسی ماحول میں... انہی کے لباس میں... اور یہ خفیہ کارکن ہوں گے بھی کافی تعداد میں... پھر ہماری فوج کا ایک خاص دستہ میگوری گڑھ کے بالکل قریب ایک چھاؤنی ڈالے گا... اس چھاؤنی تک فوجی چھاتہ برداروں کی صورت میں آئیں گے... کیونکہ سڑک کے راستے آئیں گے تو ان لوگوں کو خبر ہو جائے گی... یہ تمام انتظامات... اس پروگرام کے عین مطابق جب مکمل ہو گئے تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو روانہ ہونے کا اشارہ ملا... چنانچہ ہم شاہی لباس میں روانہ ہوئے اور رات کی تاریکی میں روانہ ہوئے... اس طرح کسی کو کانوں کان پتا نہ چلا... مطلب یہ کہ اب اس وقت اگر ہم یہاں موجود ہیں تو اس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ صورت حال پوری طرح آپ کے کنٹرول میں نہیں... ہمارے کنٹرول میں ہے... اگر ہم پوری قوت کے ساتھ باقاعدہ حملہ آور ہوتے تو اس سرنگ کا سراغ نہ ملتا... اور یہ راز بھی معلوم نہ ہوتا کہ یہاں چکر کیا چل رہا ہے... دراصل یہ سرنگ ہمارے دشمن ملک شارجستان کی سرحد تک جاتی ہے... اس سرنگ کے ذریعے یہ سارا کام ہو رہا تھا... ہمارے ملک کی اہم ترین شخصیات غائب کی جا رہی تھیں... ان خاص شخصیات کا تعلق اسلام کے چاہنے والوں سے تھا... یہ لوگ اسلام کا نظام چاہتے ہیں۔ اسلام کے دیوانے ہیں... اسلام کے لیے مرنے مٹنے کا جذبہ رکھتے ہیں... ان کے دن رات اسی سوچ اور فکر میں بسر ہوتے ہیں... لیکن ایسے لوگ اسلام دشمنوں کی نظروں میں کھٹکتے ہیں... وہ ان لوگوں کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کرتے... چنانچہ یہ منصوبہ بنایا گیا... پہلے شارجستان کے چند دولت مندوں نے مسلمانوں کے روپ میں شاہی ہوٹل

خریدا... پھر اس کے نیچے سے سرنگ نکالنے کا کام شروع ہوا... اب ظاہر ہے... جب شارجستان کی حکومت ہی یہ کام کرے گی تو اس کے لیے کیا کچھ وسائل اختیار نہیں کیے جائیں گے... لہٰذا ہم دیکھ رہے ہیں، یہ سرنگ بالکل ایسی ہے جیسی مکہ معظمہ سے ایک سرنگ منیٰ تک نکالی گئی ہے... وہ اس قدر چوڑی اور اونچی ہے کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھی اس پر سفر کیا جا سکتا ہے... اور غالباً آٹھ گھوڑے ساتھ ساتھ دوڑ سکتے ہیں... یہ کافی لمبی ہے... اسی طرح کی یہ سرنگ ہے... اس سرنگ کے ذریعے شارجستان کے لوگ آسانی سے غیر قانونی طور پر ہمارے ملک میں داخل ہو سکتے ہیں اور ادھر سے اس طرف جا بھی سکتے ہیں... گویا اس قسم کی سازشوں کے لیے آپ لوگوں نے کس قدر آسانیاں پیدا کر لی ہیں... کس قدر آزادانہ آپ لوگ آ جا سکتے ہیں... یہ پورا قصبہ آپ اغوا کر چکے ہیں... لیکن اللہ کی مہربانی سے ابھی اس ملک میں ایسے لوگ موجود ہیں جو آپ کی سازشوں کے بخیے ادھیڑ سکتے ہیں..." یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

''تقریر ختم ہو گئی... لیکن وہ لوگ کہیں نظر نہیں آ رہے جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں... کہاں ہیں آپ کے خفیہ کارکن؟'' ان کے سر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''قسم ایک۔'' انسپکٹر جمشید پکارے۔

''یس سر۔'' سرنگ کے پچھلے سرے سے آواز آئی۔

''اپنی موجودگی کا ثبوت ان میں سے ایک کی لاش گرا کر دو۔'' انسپکٹر جمشید کا لہجہ سرد ہو گیا۔

فوراً ایک فائر ہوا... دلجیر اس اچھل کر گرا... اس کی آخری

Malik ji www.urdufanz.com

چیخ بہت بھیانک تھی۔ ان کے رنگ زرد پڑ گئے...

"ہم اپنے دین، اپنی قوم اور اپنے ملک کے لیے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا عزم لے کر گھر سے نکلے ہیں... اگر شوق ہے تو آواز دو اپنے ملک کے فوجیوں کو... یہ جنگ اس سرنگ میں ہی لڑی جائے گی... اب یا تو تم لوگ، اس سرنگ سے نکل کر ہمارے قصبے پر چھا جاؤ گے... یا ہم سرنگ سے نکل کر تمہارے ملک کی سرحد پر حملہ آور ہوں گے... یہ تو ہوئی جنگ کی صورت میں... دوسری پر امن صورت یہ ہے کہ تم خود کو ہمارے حوالے کر دو... ورنہ راجہ برلاس کی طرح تم لوگ تو ہمیں تڑپتے نظر آؤ گے... جب تک تمہاری فوج یہاں آئے گی... ہم تمہارا صفایا کر چکے ہوں گے... جو پسند ہے کر گزرو..."

وہ سوچ میں پڑ گئے... آخر انہوں نے ہاتھ اوپر اٹھا دیے... کیونکہ سب لوگ پوری طرح نرغے میں تھے... اور مقابلے کی صورت میں دونوں طرف کے لوگوں کا مارا جانا یقینی تھا... اب جان دینے کی ہمت جن میں تھی... وہ تو ڈٹے کھڑے رہے... جو موت کو سامنے دیکھ کر گھبرا گئے، انہوں نے ہاتھ اٹھا دیے۔

"گرفتار کر لو بھئی ان لوگوں کو... ابھی ہمیں اس سرنگ کو بند بھی کروانا ہے... اور ہاں... شاہی ہوٹل کے عملے کو گرفتار کیا جا چکا ہے یا نہیں۔"

"سب کے سب حراست میں ہیں سر... کوئی چوں بھی نہیں کر سکا۔" نمبر ایک کی آواز سنائی دی۔

"بہت خوب!" وہ مسکرائے۔

دوسرے دن اس سرنگ کی سنسنی خیز کہانی سے ملک کے اخبارات بھرے پڑے تھے اور وہ اپنے گھر بیٹھے مبارک بادوں کے ڈھیر وصول

کر رہے تھے... اور یہ ڈھیر وصول کرتے ہوئے فاروق کہہ رہا تھا:

"مجھے ڈر ہے... یہ مبارک بادیں وصول کرتے کرتے کہیں ہم بھول کر کپانہ بن جائیں..."

اور یہ مبارک بادیں دینے والے محمود، فاروق اور فرزانہ کے جملوں پر بار بار مسکرا دیے تھے... ادھر ملک کی فوج کا ایک دستہ سرنگ کو بند کروا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

اشتیاق احمد